یوحنا 8 باب – دُنیا کا نور

الف: بدکاری میں پکڑی گئی عورت یسوع کے پاس لائی جاتی ہے

1. (7 باب 53-8 باب 2 آیت) یسوع ہیکل میں تعلیم دیتا ہے۔

پھر اُن میں سے ہر ایک اپنے گھر چلا گیا۔ مگر یسوع زیتون کے پہاڑ کو گیا۔ صبح سویرے ہی وہ پھر ہیکل میں آیا اور سب لوگ اُسکے پاس آئے اور وہ بیٹھ کر اُنہیں تعلیم دینے لگا۔

اَ. ہر ایک اپنے گھر چلا گیا: اِس حوالے میں جو منظر ہے وہ کچھ یوں ہے کہ یسوع نے اپنے مخالفین سے بات چیت کی اور اُنہیں حیران وہ پریشان کر دیا، اِس کے بعد ہر کوئی اپنے گھر کو چلا گیا اور یسوع بھی زیتون کے پہاڑ پر سونے کے لئے چلا گیا۔

i. اصل متن میں دیکھا جائے تو یہ حوالہ (یوحنا 7 باب 53-8 باب 11 آیت) مختلف مفسرین کے نزدیک متنازع اور زیر بحث ہے۔ متن کی موجودہ گواہی کے مطابق یہ بات خلافِ قیاس معلوم ہوتی ہے کہ یہ حوالہ یوحنا کی انجیل کے اصل متن کا ہی حصہ تھا، یا کم از کم یہاں پر اِس حوالے کا حصہ تھا۔

- زیادہ تر ابتدائی قدیم متنوں کے اندر یہ حوالہ نہیں پایا جاتا۔
- بعد کے کئی متنوں کے اندر اِس حوالے پر ستارے کا نشان لگا کر اُس کو دیگر متن سے علیحدہ پیش کیا جاتا تھا۔
- یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کئی متنوں کے اندر اِس حوالے کو لوقا 21 باب 38 آیت کے بعد دیا گیا ہے۔
- کچھ متنوں کے اندر اِس حوالے کو یوحنا 21 باب 24 آیت اور ایک میں اِسے یوحنا 7 باب 36 آیت کے بعد لکھا گیا ہے۔
- "یہ تمام ثبوت اِس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اگرچہ کاتب اِس حوالے کے اصل مقام کے بارے میں نہیں جانتے تھے، مگر وہ اِس کو کلام کا حصہ ہونے کی وجہ سے کہیں نہ کہیں پر لکھتے ضرور تھے۔" (ٹاسکر) وہ یہ جانتے ہیں کہ یہ کلام کا حصہ ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کلام میں کس مقام پر لکھا جانا ہے۔

ii. کچھ قدیم مسیحی (جیسے کہ آگسٹن اور امبروز) تو اِس کہانی کو نظر انداز کر دیتے تھے اور وہ یہاں پر اِس کہانی کے متن کے مسئلے کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے تھے بلکہ اِس لئے کہ وہ خیال کرتے تھے جیسے یسوع یہاں پر جنسی بے راہروی پر کوئی سخت اقدام نہیں کر رہا اِس سے پڑھنے والے کو یہ تاثر ملے گا گویا یسوع یہاں پر اِس عمل کو اتنا سنجیدہ نہیں لیتا۔

iii. اِس کے ساتھ ہی کہانی کے کردار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ حقیقی کہانی ہے اور بہت سارے علماء اِس کو تاریخی طور پر حقیقت پر مبنی خیال کرتے ہیں۔ ابتدائی کلیسیا کے مصنفین نے اِس واقعے کے بارے میں دوسری صدی کے بالکل آغاز میں لکھا (100 بعد از مسیح)۔ پس ہمارے پاس

اِس بات کی بہت پختہ وجوہات ہیں کہ یہ ایک حقیقی واقعہ تھا اور یوحنا رسول نے خود اِس کے بارے میں یہ سب کچھ تحریر کیا ہے۔ اگرچہ یہ بات زیرِ بحث ہے کہ انجیل کے بیان میں اِس کہانی کا اصل مقام کہاں پر ہے لیکن اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کہانی انجیل کا حصہ ہے۔

iv. "اگر یہ کہانی یوحنا کی طرف سے خود نہیں لکھی گئی تو یقینی طور پر یہ شمعون اور یہوداہ کی طرف سے (دوسری صدی کے آغاز میں) اِس میں شامل کی گئی ہے، شمعون اور یہوداہ یروشلیم میں ابتدائی کلیسا کے بالترتیب دوسرے اور تیسرے بشپ بنے، یہ ہمارے خُداوند کے بھائی تھے اور ابتدائی کلیسیا میں رسولوں کے گروہ میں سے بچ جانے والے آخری لوگ تھے۔ لگتا ہے کہ یوحنا کی انجیل کی ترتیب و تدوین کی خدمت پر مامور تھے اور شاید یہ وہی ہیں جن کے لئے یوحنا 21 باب 24 آیت میں لفظ 'ہم' استعمال ہوا ہے اور یوحنا کی انجیل میں جن دو بے نام شاگردوں کا ذکر ہے وہ بھی شاید یہی ہیں (یوحنا 21 باب 2 آیت)" (ٹرینچ)

v. "اگر ہم یہ محسوس نہیں بھی کرتے کہ یہ کہانی یوحنا کی انجیل کا حصہ ہے پھر بھی ہم یہ محسوس کر سکتے ہیں کہ یسوع کے کردار کے تعلق سے یہ کہانی بالکل سچی ہے۔" (مورث)

ب. **وہ پھر ہیکل میں آیا اور سب لوگ اُسکے پاس آئے اور وہ بیٹھ کر اُنہیں تعلیم دینے لگا:** اگر ہم موجودہ بناوٹ کے حساب سے یوحنا کی انجیل کی تاریخ کا جائزہ لیں تو اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیدِ خیام کے کچھ دن بعد تک بھی یسوع یروشلیم میں ہی رکا رہا تھا (یوحنا 7 باب 37 آیت)۔ اگرچہ مذہبی قیادت اُسے خاموش کروانا چاہتی تھی اور اُسے گرفتار کرنا چاہتی تھی لیکن اِس کے باوجود وہ یروشلیم میں ہیکل کے اندر تمام لوگوں کے درمیان بڑی جراتمندی سے اُنہیں تعلیم دیتا رہا تھا۔

2. (3-5 آیات) زنا میں پکڑی گئی عورت کو یسوع کے پاس لایا جاتا ہے۔

اور فقیہ اور فریسی ایک عورت کو لائے جو زنا میں پکڑی گئی تھی اور اُسے بیچ میں کھڑا کر کے یسوع سے کہا۔ اَے اُستاد یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے۔ توریت میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے ایسی عورتوں کو سنگسار کریں۔ پس تو اِس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے؟

اَ. **ایک عورت کو لائے جو زنا میں پکڑی گئی تھی:** اُنہوں نے ایسا اُس وقت کیا جب یسوع ہیکل میں لوگوں کو تعلیم دے رہا تھا۔ وہ اِس بات کو جس قدر ممکن تھا زیادہ سے زیادہ لوگوں کے سامنے لانے کی کوشش میں تھے تاکہ وہ اُس عورت اور یسوع دونوں کو ذہنی طور پر پریشان کرتے ہوئے مسئلے کو اور زیادہ پیچیدہ بنا سکیں۔

i. "اِن ساری باتوں سے اِس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ اُس عورت پر الزام لگانے والے یہ سب کسی ذاتی عناد کی وجہ سے کر رہے تھے۔ اِس کا اِس بات سے بھی پتا چلتا ہے کہ وہ یسوع سے بات کرنے کے لئے عورت کو ساتھ لائے تھے۔۔۔ اِس کی قطعی طور پر ضرورت نہیں تھی، اُس عورت کو اپنی حراست میں رکھتے ہوئے وہ یسوع سے بات کرنے کے لئے بھی آسکتے تھے۔" (مورث)

ii. " 'پکڑی گئی' جیسے الفاظ اُس عورت کے ماضی قریب میں اِس فعل میں مبتلا ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جس انداز سے وہ بات کر رہے ہیں وہ یہ تاثر دیتا ہے کہ وہ عورت مسلسل طور پر بدکاری میں زندگی گزار رہی تھی۔" (مورث)

ب. یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے: یہ مذہبی رہنما اُس عورت کو شرمناک حالت میں ذلیل کرتے ہوئے یسوع کے پاس لائے۔ اُس کی مرضی کے خلاف اُسے مذہبی رہنماؤں کی پولیس (غالباً ہیکل کے پیادوں) نے گرفتار کر کے اپنی حراست میں رکھا ہوا تھا۔ اُنہوں نے اُسے ایک غیر مرد کے ساتھ بدکاری کی حالت میں پکڑا تھا۔

i. ابھی ایک اور بہت واضح چیز کے بارے میں بھی دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ جب اُنہوں نے اُس عورت کو عین فعل کے وقت پکڑا تو یقینی طور پر اُس کے ساتھ ایک مرد بھی ضرور تھا جس سے وہ بدکاری کر رہی تھی لیکن یہ مذہبی رہنما اُس عورت کے ساتھ کسی مرد کو یسوع کے پاس نہیں لائے تھے۔ اِس سے ہمیں یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ یہ اُن یہودیوں کی کوئی چال تھی اور اُنہوں نے اُس عورت کے خلاف گواہیاں دینے کے لئے پہلے سے اپنے بندے مخصوص کر رکھے تھے۔ اور اُنہوں نے ساری باتوں کی بڑے دھیان کے ساتھ منصوبہ بندی کرنے کی کوشش کی تھی۔

ii. مورث کے مطابق اگر قانونی طور پر دیکھا جائے تو اِس طرح کے جرم کی گواہی کا معیار بہت بلند تھا۔ اِس کے لئے دو گواہوں کی ضرورت تھی جنہوں نے بدکاری کے اُس عمل کو ہوتے ہوئے دیکھا ہو، اور اُن دونوں گواہوں کی گواہی میں مکمل طور پر اتفاق ہونا چاہیے۔ اِس کے لئے اہم شرط یہ تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے اُس بدکاری کے عمل کو ہوتے ہوئے دیکھیں، اِس کے لئے صرف یہ کافی نہیں تھا کہ وہ کسی جوڑے کو اکٹھے کمرے میں سے نکلتے ہوئے دیکھیں یا ایک ساتھ بستر پر لیٹے ہوئے دیکھیں۔ "مرد اور عورت کی جسمانی حرکات و سکنات سے اُن کے بدکاری کے عمل کی مکمل وضاحت ہونی چاہیے تھی۔۔۔ اِس کے لئے شرائط اِس قدر شدید کڑی تھیں کہ شاذونادر ہی وہ کوئی ایسا واقعہ دیکھ پاتے یا اُس کو عدالت میں لا پاتے تھے۔" (مورث)

iii. "اِس طرح کی شرائط و ضوابط کے ہوتے ہوئے بدکاری کے ثبوت کے طور پر کسی چیز کو دیکھ پانا یا سامنے لانا بہت زیادہ مشکل تھا۔ ایسا اُسی صورت میں ممکن تھا جب کسی کو پکڑنے کی مکمل منصوبہ بندی کی گئی ہو۔"

ج. توریت میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے ایسی عورتوں کو سنگسار کریں: یہ بات سچ ہے کہ یہودی قانون کے مطابق بدکاری بڑے گناہوں میں آتی تھی جس کی سزا بھی شدید قسم کی تھی، لیکن اِس طرح کے بڑے جرائم کی تفتیش کرنے اور اُن کے بارے میں گواہی پیش کرنے کے بھی بہت زیادہ سخت قوانین تھے۔ جس جرم کو عدالت میں لایا جاتا تھا اُس کے حوالے سے کئی گواہوں کی گواہی کی ضرورت ہوتی تھی اور اُن کی گواہی میں ہم آہنگی کا پایا جانا بہت ضروری تھا۔ عملی طور پر دیکھا جائے تو فی الحقیقت اِس جرم کے لئے کبھی کسی کو سنگسار نہیں کیا گیا تھا کیونکہ لوگ یہ گناہ چھپ کر انتہائی احتیاط کیساتھ کرتے تھے۔

i. "یوں محسوس ہوتا ہے کہ پہلی صدی بعد از مسیح تک شریعت کے اصولوں کو بالخصوص شہری آبادیوں میں سختی کے ساتھ عام معاملات میں نافذ نہیں کیا جاتا تھا۔" (بروس)

ii. "آیت 5 میں جو شریعت کا حوالہ دیا گیا ہے اُس سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ عورت قابلِ سزا تھی کیونکہ اُس نے وہ گناہ شاید اپنی منگنی ہو جانے کے بعد کیا تھا۔ منگنی کے بعد کسی دوسرے شخص سے راہ رسم رکھنے کو بدکاری کے برابر گنا جاتا تھا۔" (ٹاسکر)

د. پس تو اِس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے؟ پس اِس معاملے کو استعمال کرتے ہوئے اُنہوں نے یسوع کے لئے ایک جال بچھایا۔ اگر یسوع یہ کہتا کہ اُسے جانے دو تو پھر اُس پر یہ الزام لگایا جا سکتا تھا کہ وہ موسیٰ کی شریعت کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اُسکی مخالفت کرتا ہے۔ اور اگر یسوع کہتا کہ اُس کے گناہ کی وجہ سے اُسے سنگسار کر دو تو یسوع لوگوں کے درمیان جنہیں وہ تعلیم دے رہا تھا ایک بہت ہی سنگدل اور سخت گیر شخص کے طور پر سامنے آتا۔ اِس کے ساتھ ساتھ ایسا کرنے کی

صورت میں اُس کا عمل رومی حکومت کے خلاف تصور کیا جاتا کیونکہ رومیوں نے مذہبی معاملات اور دیگر ہر طرح کے معاملات میں سزا دینے کا اختیار یہودیوں سے لے لیا ہوا تھا۔

i. یہ بالکل ویسی ہی صورتحال تھی جو یہودیوں نے ایک بار قیصر کو جزیہ دینے کے حوالے سے یسوع کے رکھی تھی۔(متی22باب 15-22 آیات)

3. (6 آیت) یسوع الزام لگانے والوں کو ایسے نظر انداز کرتا ہے گویا اُس نے اُن کی کوئی بات سُنی ہی نہ ہو۔

اُنہوں نے اُسے آزمانے کے لئے یہ کہا تا کہ اُس پر الزام لگانے کا کوئی سبب نکالیں مگر یسوع جھک کر انگلی سے زمین پر لکھنے لگا۔

اَ. اُنہوں نے اُسے آزمانے کے لئے یہ کہا تا کہ اُس پر الزام لگانے کا کوئی سبب نکالیں: مذہبی رہنما- جیسا کہ دیکھا جا سکتا ہے کیسے بدبخت لوگ تھے-اُنہوں نے اُس عورت کو یسوع کے خلاف ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی۔ اُنہوں نے اُس عورت کو تو یسوع کے سامنے ایک مجرم اور گناہگار کے طور پر پیش کیا لیکن ایسے میں اُنہوں نے اپنے گناہ کو نظر انداز کر دیا تھا۔

i. وہ سچی راستبازی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے کیونکہ یہاں پر واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ اُنہوں نے بدکاری کے اُس عمل اور اُس عورت کے گرفتار کئے جانے کا سارا انتظام بڑی خوش اسلوبی سے کیا تھا۔ اُن کا دعویٰ تھا کہ وہ عورت زنا کرتے ہوئے عین فعل کے وقت پکڑی گئی تھی لیکن وہ اُس مرد کو یسوع کے سامنے نہیں لائے تھے جس کے ساتھ وہ زنا کر رہی تھی۔ یہ عین ممکن ہے کہ مرد اُنہی میں سے ایک تھا جس کی مدد سے اُنہوں نے اُس عورت کو پھنسایا اور اب اپنے عناد اور یسوع کے لئے اپنی نفرت کی بدولت اُس عورت کو ہتھیار بنا کر اُس کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ii. "بدکاری یا زناکاری کوئی ایسا عمل نہیں کہ اُسے کوئی ایک ہی فرد تنہا کر سکے۔ اگر مذہبی قیادت کے مطابق وہ عورت رنگے ہاتھوں پکڑی گئی تھی تھی پھر اُس کے ساتھ زناکاری کرنے والے شخص کو کیوں جانے دیا تھا؟" (بروس)

iii. "وہ اُس عورت کو ایک فرد کے طور پر نہیں دیکھ رہے تھے، بلکہ وہ اُسے ایک عام چیز کے طور پر دیکھ رہے تھے جسے استعمال کرتے ہوئے وہ یسوع کے خلاف کوئی نہ کوئی بات یا ثبوت حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔" (بارکلے)

ب. یسوع جھک کر انگلی سے زمین پر لکھنے لگا: یہ یسوع کی طرف سے بہت ہی محتاط اور غور و خوض کرنے کے بعد دیا گیا جواب تھا۔ یسوع اُنہوں فوری طور پر کوئی جواب دینے کی بجائے جھک کر انگلی سے زمین پر کچھ لکھنے لگا۔ غالباً وہ زمین کی دھول میں کچھ لکھ رہا تھا۔

i. جھک کر: جھکنا عام طور پر حلیمی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یسوع نے اُس سارے معاملے میں یکدم غصے یا طیش میں آتے ہوئے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ نہ تو اُس عورت پر چلایا اور نہ ہی اُن پر جو اُس عورت کو اُسکے پاس لیکر آئے تھے۔ بلکہ وہ رُکا، اور جھک کر زمین پر کچھ لکھنے لگا۔

ii. جھک کر: جھکنا حلیمی کی علامت ہے، اور یہاں پر یسوع شاید اُس عورت کی تذلیل کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یسوع نے عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو کچھ ہو سکا اُس عورت کی تذلیل کو کم کرنے کے لئے کیا۔ یہاں پر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اِس کہانی میں بہت سارے مسائل ہیں: کس طرح خُدا بے انصاف ہوئے بغیر اور اپنے ہی بنائے ہوئے قوانین کو توڑے بغیر اِس طرح کے گناہگاروں کے ساتھ محبت اور فضل بھرا برتاؤ کر سکتا ہے؟ خُدا ایسا کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو گناہگاروں کے برابر لا کر اُنہیں اپنی محبت کا احساس دلاتا ہے۔

iii. زمین پر لکھنے لگا: اِس کا مطلب ہے کہ یسوع لکھ بھی سکتا تھا اور اُس نے اُس عورت اور اُن تمام لوگوں کی موجودگی میں زمین پر لکھا۔ اب یسوع نے اُس وقت زمین پر کیا لکھا اِس کے بارے میں آج تک اُستاد، مناد اور مفسرین مختلف طرح کی قیاس آرائیاں کرتے چلے آ رہے ہیں لیکن کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔

- "کچھ کا خیال ہے کہ یسوع نے یونہی مٹی پر آڑی ترچھی لکیریں کھینچیں، کیونکہ اِس فقرے میں جو فعل استعمال ہوا ہے اُس کے معنی خاکہ کھینچنا بھی ہیں۔" (مورِث)
- کچھ کا خیال ہے کہ یسوع یونہی کچھ وقت سوچنے کے لئے رُک گیا تھا۔
- دیگر کا خیال ہے کہ یسوع نے زمین پر شریعت کا وہ حوالہ لکھا جو بدکاری کے بارے میں اور اُسکی سزا کے بارے میں آگاہی دیتا ہے۔
- کچھ کا خیال ہے کہ یسوع نے زمین پر خروج 23 باب 1 آیت جیسا کوئی حوالہ لکھا جس میں مرقوم ہے ک"تو جھوٹی بات نہ پھیلانا اور ناراست گواہ ہونے کے لئے شریروں کا ساتھ نہ دینا۔"
- کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یسوع نے زمین پر اُن الزام لگانے والوں کے نام لکھے۔
- کچھ کا خیال ہے کہ یسوع نے زمین پر الزام لگانے والوں کے گناہ لکھے۔
- مزید کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یسوع رومیوں کی طرف سے عدالتی کاروائی کا قائل تھا اور اُس نے اُس قانون کے مطابق سزا منہ سے بیان کرنے کی بجائے زمین پر لکھ دی۔

iv. "یونانی زبان میں لکھنے کے لئے عام طور پر استعمال ہونے والا لفظ graphein ہے جبکہ یہاں پر جس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے وہ katagrapheini ہے جس کے معنی ہیں کسی کے خلاف ریکارڈ کو قلمبند کرنا۔" (بارکلے)

ج. جس وقت وہ لوگ اُس عورت پر الزام لگا رہے تھے تو وہ جھک کر زمین پر کچھ لکھنے لگا، یسوع کا یہ عمل اُنہیں یہ تاثر دے رہا تھا جیسے اُس نے اُس عورت کے خلاف اُن کی طرف سے لگائے گئے الزامات کو سُنا ہی نہیں ہے۔ غالباً یسوع نے اُنہیں اِس لئے نظر انداز کیا تھا کیونکہ وہ اُن کی بدی اور اُن کی سوچ کو ناپسند کرتا تھا۔ اور شاید یسوع نے اُنہوں اِس لئے بھی نظر انداز کیا کیونکہ وہ اُس عورت کی مزید تذلیل نہیں چاہتا تھا۔

i. پولس یسوع کی حلیمی اور عاجزی کا حوالہ پیش کرتا ہے (2 کرنتھیوں 10 باب 1 آیت) یہاں پر ہم اُس کی حلیمی اور عاجزی کا عملی مظاہرہ دیکھتے ہیں۔

4. (7-8 آیات) یسوع الزام لگانے والوں کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے۔

جب وہ اُس سے سوال کرتے ہی رہے تو اُس نے سیدھے ہو کر اُن سے کہا جو تم میں بیگناہ ہو وہی پہلے اُسکے پتھر مارے۔ پھر جھک کر زمین پر انگلی سے لکھنے لگا۔

اَ. جب وہ اُس سے سوال کرتے ہی رہے: یسوع زمین پر جھک کر لکھنے لگا اور اُس نے یوں ظاہر کیا کہ وہ بدکاری کے عمل میں پکڑی جانے والی اُس عورت پر الزام لگانے والوں کی بات سن ہی نہیں رہا تھا۔ لیکن وہ جو اُس عورت کو یسوع کے پاس لائے تھے اُنہوں نے اُس سے سوال پوچھنا جاری رکھا۔ وہ اُس سے مسلسل یہ سوال کر رہے تھے کہ اُس عورت کے ساتھ کیا کیا جانا چاہیے۔

ب. اُس نے سیدھے ہو کر اُن سے کہا: یسوع نے سیدھے ہو کر براہِ راست اُس عورت پر الزام لگانے والوں سے بات کی، اِس بات سے ہمیں یہ تاثر ملتا ہے کہ غالباً یسوع نے کھڑے ہو کر اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

ج. جو تم میں بیگناہ ہو وہی پہلے اُسکے پتھر مارے: یہودی شریعت کے مطابق وہ لوگ جو کسی جرم کے چشم دید گواہ ہوتے تھے وہ سنگسار کئے جانے والے شخص کو پہلا پتھر مارتے تھے۔ تو یسوع ایک طرح سے یہاں پر یہ کہہ رہا ہے کہ ہاں ہم اُسے سزا دے سکتے ہیں لیکن ہمیں چاہیے کہ اُسے اصول کے مطابق سزا دیں۔ تو اُس کے جرم کے گواہوں میں سے کسی کو اُسکے سنگسار کرنے کا عمل شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اور تم میں سے کون ایسا ہے جس نے اِس عورت کو بدکاری کرتے ہوئے دیکھا اور میرے پاس وہ مرد نہیں لائے بلکہ اِس اکیلی عورت کو کھینچ کر لے آئے ہو؟ کس نے اِس اکیلی عورت کو ذلیل کرنے کا سارا منصوبہ بنایا تھا؟

i. پس یسوع نے اُس عورت کو سزا سنانے کی بجائے اُس پر الزام لگانے والوں کو سزا سنادی۔ اُس نے یہ نہیں کہا کہ اُسے سزا نہ دو، اُس نے صرف یہ کہا کہ انصاف بالکل صحیح طور پر اور پورا پورا ہونا چاہیے۔

ii. جو تم میں بیگناہ ہو: اِس کا مطلب یہ نہیں کہ چونکہ اُن لوگوں نے اپنی زندگی میں پہلے جو گناہ کئے تھے اُن کی وجہ سے اُنہیں اُس عورت کو سنگسار کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا، بلکہ اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُنہوں نے اُس کے گناہ کو مرتب کیا تھا اور پوری پوری سازش کے تحت اُس کو پھنسایا اور اُس کو ذلیل کیا تھا تا کہ اُسے بطور ہتھیار یسوع کے خلاف استعمال کر سکیں۔ پس اِس تناظر میں اُنہوں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا تھا اور اُنکا دل اُنہیں اِس وجہ سے بہت زیادہ ملامت بھی کرتا ہو گا۔

iii. اِس سارے معاملے میں یسوع نے ایک اور عام گناہ کی طرف ہماری توجہ مبذول کروائی ہے: وہ گناہ اصل میں ایک خواہش ہے جس کی وجہ سے ہم اکثر دوسروں کو اُن کے گناہوں اور خطاؤں کی سزا دینا چاہتے ہیں جبکہ اپنی خطاؤں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ پرانے عہد نامے میں داؤد بادشاہ اِس کی ایک عمدہ مثال ہے۔ جب ناتن نبی نے اُسے ایک ایسے شخص کی کہانی سنائی جس نے ایک غریب آدمی کی بھیڑ کو لے کر ذبح کر لیا تھا تو داؤد فوراً اُس شخص کو قتل کر دینا چاہتا تھا (2 سموئیل 12 باب 1-10 آیات)۔

iv. اگر ہم دوسرے کے گناہوں کو دیکھنا بھی چاہتے ہیں تو ہمیں اُس سے پہلے اپنے گناہوں کے بارے میں آگاہی ہونی چاہیے۔ خُدا کے خاندان میں اِس بات کی گنجائش ہے کہ دوسرے کے گناہوں کو ظاہر کیا جائے، اُنہیں اُن گناہوں کی وجہ سے سرزنش کی جائے، اور دوسروں کے گناہوں کے بارے میں براہِ راست بات کی جائے لیکن، جب بھی کوئی ایسا کرتا ہے اُسے ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بھی ایک گناہگار ہے جس کی خطاؤں کو خُدا نے یسوع مسیح کے وسیلے معاف فرمایا ہے۔ اگر اِس طرح کا رویہ رکھا جائے اور درست طریقے سے گناہ کے حوالے سے اقدامات کئے جائیں تو پھر ہم دوسروں کے گناہوں اور خطاؤں کے بارے میں بات چیت ٹوٹے اور دکھی دل اور آنسوؤں کے ساتھ کریں گے نہ کہ غصے اور دوسروں کو رد اور ذلیل کرنے کے رویوں کے ساتھ۔

د. پھر جھک کر زمین پر انگلی سے لکھنے لگا: یہاں پر یسوع نے جو کچھ بھی کیا، یوں محسوس ہوتا ہے کہ اُس نے وہ سب وہاں کے ماحول کے تناؤ اور اشتعال کو کم کرنے کے لئے کیا اور اِس کے ساتھ ساتھ وہ اُس عورت کی عزت اور تحفظ کے لئے بھی فکرمند تھا۔ پس وہ پھر جھک کر زمین پر انگلی سے لکھنے لگا۔

i. یسوع نے اُس عورت کو خوفزدہ کرنے کے لئے جھک کر غصے سے اُسے دیکھنا شروع نہیں کر دیا تھا۔ یسوع نے جو کچھ بھی کیا اُس کی وجہ سے اُس ماحول میں تناؤ بڑھا نہیں ہو گا بلکہ کم ہوا ہو گا۔ یسوع نے لوگوں کو کسی طریقے سے ڈرا دھمکا کر اُن کے نظریات کو تبدیل کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔

ii. یسوع کو فکر تھی کہ اُس عورت کو اور زیادہ ذلیل نہ کیا جائے، پس جو کچھ وہ کر سکتا تھا اُس نے کیا تھا کہ حالات بہتر ہوں اور لوگوں کی نظریں اُس عورت سے ہٹ کی اپنے آپ پر پڑیں۔ شرم یا شرمندگی کئی ایک معاملات میں کافی مددگار چیز ہوتی ہے لیکن خُدا نے کبھی بھی یہ نہیں چاہا کہ اِسے مستقل طور پر استعمال کیا جائے۔

5. (9 آیت) الزام لگانے والے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

وہ سن کر بڑوں سے لیکر چھوٹوں تک ایک ایک کر کے نکل گئے اور یسوع اکیلا رہ گیا اور عورت وہیں بیچ میں رہ گئی۔

اَ. **وہ سن کر:** جو باتیں اُنہوں نے یسوع سے سُنیں وہ اُنہیں ہی موردِ الزام ٹھہرا رہی تھیں۔ غالباً جو کچھ یسوع نے زمین پر لکھا تھا اُس کی وجہ سے وہ شرمندہ نہیں تھے (ہو سکتا ہے کہ اُس کا بھی اِس میں کوئی عمل دخل ہو۔) لیکن سب سے بڑھ کر جو کچھ یسوع نے کہا اُس کی وجہ سے وہ شرمندہ ہوئے اور اُنہوں نے اپنے گریبانوں میں جھانکا۔

i. اِس سے ہمیں اُن لوگوں کے بارے میں مثبت بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُن کے ضمیر مُردہ نہیں تھے اور اُن کے ضمیر کی ملامت کی وجہ سے اُنہوں نے خود کو مجرم محسوس کیا۔ پس یسوع کی باتوں کی وجہ سے وہ اُس عورت کے گناہ سے زیادہ اپنے گناہ کے بارے میں آگاہی پا چکے تھے۔

ب. **بڑوں سے لیکر چھوٹوں تک ایک ایک کر کے نکل گئے:** ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ وہاں سے کیوں چلے گئے، وہ اِس لئے چلے گئے تھے کیونکہ اُن کے ضمیر نے اُنہیں ملامت کی تھی۔ یہ بات واضح نہیں کہ وہ بڑے سے لیکر چھوٹے تک ترتیب کے ساتھ کیسے وہاں سے چلے گئے۔ غالباً بڑے وہاں سے پہلے ہی چلے گئے اور اِس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آسانی کے ساتھ اِس بات کو سمجھ گئے تھے کہ یسوع نے جو کچھ کہا تھا وہ اُنہی کے بارے میں تھا۔

i. "عبرانی میں یہ فقرہ زمانہ جاری کا ہے جس سے ہمیں یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ ایک ایک کر کے جاتے رہے۔" (مورث)

ii. کچھ لوگ یہ خیال پیش کرتے ہیں کہ یسوع نے زمین پر جھک کر اُن کے گناہ لکھنا شروع کر دیئے تھے، پہلے اُس نے بڑوں کے گناہ لکھے اور بعد میں اُس نے چھوٹوں کے گناہ لکھے جس کی وجہ سے پہلے بڑے اور پھر چھوٹے ایک ایک کر کے وہاں سے چلے گئے۔

ج. **عورت وہیں بیچ میں رہ گئی:** اِس ساری کہانی میں یہ واحد حوالہ ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ وہ عورت کس انداز میں وہاں پر موجود تھی۔ یہ ممکن ہے کہ وہ مذہبی رہنما جو اُسے یسوع کے سامنے لائے تھے اُنہوں نے اُسے مجبور کیا ہو کہ وہ سب لوگوں کے درمیان میں یسوع کے سامنے کھڑی رہے۔ پھر بھی انسانی فطرت اور یسوع کا بار بار جھک کر زمین پر کچھ لکھنا ہمیں بتاتا ہے کہ اُس سارے واقعے کے دوران وہ کھڑی ہی نہیں رہی تھی، یا تو وہ وہاں پر جھکی ہوئی تھی یا پھر گری ہوئی تھی۔

i. قدیم یونانی زبان سے جس لفظ کا ترجمہ یہاں پر کھڑا ہونا کیا گیا ہے اُس لفظ (hestimi) کے معنی کھڑے ہونا ہی ہے لیکن کئی ایک موقعوں پر یہ مجازی معنوں میں بھی لیا جاتا ہے جیسے کہ متی 4 باب 5 آیت اور 18 باب 2 آیت میں۔ یہ فقرہ جو بیان کرتا ہے کہ وہ عورت درمیان میں کھڑی تھی اِس کا مطلب یہی نہیں ہے کہ وہ واقعی ہی اپنے پیروں پر اُن کے درمیان میں کھڑی ہوئی تھی۔

ii. ٹرنیچ اِسی لفظ hestimi کے دوسرے استعمال کے بارے میں جو یوحنا 18 باب 18 آیت اور 18 باب 25 آیت میں ہے کہتا ہے کہ "لوقا اِس حوالے سے کافی بہتر طور پر بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ اور پطرس بیٹھے ہوئے تھے اور متی بھی پطرس کے حوالے سے یہی کہتا ہے۔ یہاں پر لگتا ہے کہ یوحنا کہہ رہا ہے وہ لوگ اور پطرس کھڑے ہو کر آگ تاپ رہے تھے۔ لیکن یوحنا کی طرف سے استعمال ہونے والے یہ الفاظ محاورا تاً استعمال ہوئے ہیں اور اِن کا مطلب ہے کہ وہ وہاں پر لوگوں کے ساتھ موجود تھا، اور یہاں پر اِس بات پر زور نہیں دیا جا سکتا کہ اِس لفظ کے معنی اپنے پیروں پر کھڑے ہونا ہی ہے۔ پس اِسی طرح یہاں اور 19 دیگر مقامات پر جہاں یوحنا نے اِس لفظ کو استعمال کیا ہے اِس کا یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا۔"

6. (10-11 آیات) یسوع عورت سے کہتا ہے کہ وہ پھر گناہ نہ کرے۔

یسوع نے سیدھے ہو کر اُس سے کہا اَے عورت یہ لوگ کہاں گئے؟ کیا کسی نے تجھ پر حکم نہیں لگایا؟ اُس نے کہا اَے خُداوند کسی نے نہیں۔ یسوع نے کہا مَیں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا۔ جا۔ پھر گناہ نہ کرنا۔

اَ. یسوع نے سیدھے ہو کر۔۔۔ کہا: جس وقت یسوع نیچے جھک کر زمین پر کچھ لکھ رہا تھا اُس عورت پر الزام لگانے والے اُسے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

ب. یہ لوگ کہاں گئے؟ کیا کسی نے تجھ پر حکم نہیں لگایا؟ جب اُس پر الزام لگانے والے سارے چلے گئے تو اُس پر کوئی بھی الزام لگانے یا اُسے سزا دینے والا وہاں موجود نہ رہا تھا۔ پس یسوع نے بھی اُس عورت پر کوئی حکم نہیں لگایا یعنی اُس کے لئے کسی سزا کا حکم نہیں دیا۔

ج. اُس نے کہا اَے خُداوند کسی نے نہیں: وہ عورت جو گناہ کی وجہ سے ملامت زدہ تھی اور وہ اپنے گناہ کی نوعیت کو اور اُس کی سزا کی نوعیت کو بھی سمجھتی تھی۔ اور وہ اُس گناہ کی سزا کے معاف کئے جانے والی بھلائی کا احساس بھی کر سکتی تھی۔ یسوع کے سامنے لائی جانے والی اُس عورت نے گناہ اور اُسکی سزا سے نکل کر معافی اور زندگی کو حاصل کر لیا تھا۔

د. مَیں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا: ایک طرح سے یسوع نے اُس عورت کے گناہ کو اپنے اوپر لے لئے، خاص طور پر جب وہ اُس کے گناہ کا سارا واقعہ سن کر زمین پر جھک گیا۔ اُس سارے مجمعے میں صرف وہی واحد ہستی تھی جو گناہ سے مبّرہ تھی اور اُس کے پاس یہ حق تھا کہ وہ اُس گناہگار عورت کو پہلا پتھر مارے کیونکہ وہ نہ صرف اُس عورت کے بلکہ تمام لوگوں کے گناہوں سے واقف تھا۔ لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اُس عورت نے یسوع کی ذات کی صورت میں پناہ پالی تھی۔

i. "وہ لوگ اپنی طاقت کا اظہار کرتے ہوئے لوگوں کو رَد کرنے اور اُنہیں سزا دینے کی خوشی سے واقف تھے، جبکہ یسوع اپنی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو معاف کرنے کی خوشی سے واقف تھا۔" (بارکلے)

ii. ایک طرح سے یسوع نے یہاں پر رومیوں 8 باب 1 آیت کی عظیم سچائی کا نمونہ پیش کیا ہے: کہ وہ جو مسیح میں ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں ہوتا۔

ہ. جا۔ پھر گناہ نہ کرنا: یسوع نے اُس عورت کو گناہ کو ترک کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے وہاں سے رخصت کر دیا، اور اُس نے اُس کو یہ ہدایت کی کہ وہ اِس گناہ کو مکمل طور پر ترک کر دے اور پھر گناہ نہ کرے۔ یسوع نے جب اُس عورت کو وہاں سے رخصت کیا تو اُس نے نہ تو اُس کے گناہ آلود عمل کو درست قرار دیا اور نہ ہی اُس کے گناہ کو قبول کیا۔

i. "یسوع کی اِس ہدایت کا مطلب ہے کہ وہ عوامل جن میں وہ پہلے سے ملوث ہے، وہ کام جو وہ پہلے سے کرتی چلی آ رہی ہے اُنہیں ترک کر دے، یہ اِس طرح سے بھی کہا جا سکتا ہے کہ تم اپنی تمام گناہ آلود عادتوں کو ترک کر دو۔ اور لفظ 'پھر' اِس طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ تمہاری عادتیں پھر لوٹ کر واپس نہ آئیں۔" (مورث)

ii. یسوع نے اپنے اِن طاقتور الفاظ کے ساتھ بہت سارے کام کئے:

- اُس نے اِس بات کی نشاندہی کی کہ وہ عمل جو عورت نے کیا تھا وہ حقیقی گناہ تھا، کیونکہ اُس نے اُس عورت سے کہا تھا کہ پھر گناہ نہ کرنا۔
- اُس نے اُس عورت کو کہا کہ وہ توبہ کرے اور گناہ سے باز آئے
- اُس نے اُس عورت کو یہ یقین بھی دلایا کہ اُس کی زندگی کی اُس جنسی گناہ سے آزادی ممکن تھی اور وہ اُس سے چھٹکارہ حاصل کر سکتی تھی۔
- اُس نے اُسے اُمید بخشی جسے وہ اُس شرم کے خلاف استعمال کر سکتی تھی جو اُس کو اپنے گناہ کی وجہ سے خوفزدہ کرتی اور اُسکا ضمیر اُسے ملامت کرتا۔

iii. کیونکہ اُس عورت کے گناہ کا انجام انتہائی بھیانک تھا، اِس لئے اُسے کسی اُمید کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ سب ہونے کے بعد اُس کا معاشرہ اُس سے ترکِ تعلق کر سکتا تھا، اُس کا ہونے والا شوہر اُسے رد کر کے چھوڑ سکتا تھا، اور اگر وہ شادی شدہ تھی تو اُسے طلاق بھی ہو سکتی تھی۔

ب: دُنیا کا نور ہیکل میں مخالفین کو جواب دیتا ہے۔

1. (12 آیت) یسوع، اِس دُنیا کا نور

یسوع نے پھر اُن سے مخاطب ہو کر کہا دُنیا کا نور مَیں ہوں۔ جو میری پیروی کریگا وہ اندھیرے میں نہ چلیگا بلکہ زندگی کا نور پائیگا۔

اَ. یسوع نے پھر اُن سے مخاطب ہو کر کہا: اگر ہم یوحنا کی انجیل کی اُسی ترتیب کو مدِ نظر رکھیں جو ہمیں اِس انجیل کے متن میں ملتی ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یسوع ہیکل میں تعلیم دے رہا تھا اور پھر اُس عورت کا مقدمہ یسوع کے پاس لایا گیا، یسوع جو کہ عیدِ خیام کے بعد لوگوں کو ہیکل میں تعلیم دے رہا تھا اُسے اِس مقدمے کی وجہ سے رک جانا پڑا اور جب وہ مقدمہ حل ہو گیا تو یسوع نے پھر سے اپنی تعلیم کو جاری کر لیا۔

ب. دُنیا کا نور مَیں ہوں: عیدِ خیام کے موقع پر روشنی ایک بہت ہی نمایاں اور اہم علامت کے طور پر پیش کی جاتی تھی۔ عید کے دوران استعمال ہونے والی بہت ساری علامتی اشیاء اور کئی ایک رسومات کی بدولت آگ اور نور کے اُس ستون کو یاد کیا جاتا تھا جو بیابان میں سفر کرتے ہوئے اسرائیل کے آگے آگے چلتا تھا۔ اب یسوع نے اِس سادہ علامت کو لیا اور اُسے اپنی ذات کے ساتھ منسوب کر لیا۔ وہ کہتا ہے کہ دُنیا کا نور مَیں ہوں۔

i. بارکلے اور کئی دیگر مفسرین یسوع کی اِس بات 'دُنیا کا نور مَیں ہوں' کو عیدِ خیام کی ایک خاص رسم کے ساتھ جوڑتے ہیں جسے 'ہیکل کے چراغاں' کے طور پر جانا جاتا ہے۔ عیدِ خیام کے دوران یہ رسم تھی کہ اگر پورے ہفتے کی ہر رات نہیں تو کم از کم عید کی پہلی رات عورتوں کی لشکر گاہ میں دو بہت بڑی سنہری شمعیں روشن کی جاتی تھیں جن کی روشنی یروشلیم میں دور دور تک دیکھی جا سکتی تھی۔ اور پھر وہ رات بھر اُس روشنی میں پرمسرت انداز سے جشن مناتے اور ناچتے تھے۔

ii. یسوع کا یہ بیان کہ وہ دُنیا کا نور ہے اُن لوگوں کی تاریکی کے ساتھ بڑا خوش بیان اور طاقتور موازنہ تھا جو اُس کی مخالفت کرتے تھے، خاص طور پر وہ لوگ جو زنا میں پکڑی گئی اُس عورت کو یسوع کے پاس لیکر آئے تھے۔

iii. "یہاں پر یسوع کی طرف سے بولا جانے والا 'مَیں ہوں' تاکیدی نوعیت کا ہے۔ یہ یسوع کی طرف سے الوہیت کا واضح دعویٰ ہے جیسا کہ ہم اِس انجیل میں اِس سے پہلے بھی دیکھ چکے ہیں۔" (مورث)

ج. **جو میری پیروی کریگا وہ اندھیرے میں نہ چلیگا:** یسوع چونکہ دُنیا کا نور ہے اِس لئے وہ اُنہیں بھی نور بخشا ہے جو اُسکی پیروی کرتے ہیں۔ جب ہم اُس کے پیچھے چلتے ہیں تو ہم تاریکی میں نہیں چلتے بلکہ نور میں ہوتے ہیں۔

i. **جو میری پیروی کریگا:** "اگر کوئی شخص اُس تیزی کے ساتھ سفر کرے کہ وہ سورج کے ساتھ ساتھ دُنیا میں چل سکے تو ایسا شخص ہمیشہ ہی روشنی میں رہے گا۔ اگر ریل گاڑی زمین کے گھومنے کی رفتار سے چلے اور زمین کے ساتھ ساتھ وہ چلتی رہے، تو اُس میں بیٹھے ہوئے لوگ ہمیشہ روشنی میں ہی رہیں گے۔ بالکل اِسی طرح وہ شخص جو یسوع کی پیروی کرے گا وہ ہمیشہ ہی نور میں چلے گا نہ کہ تاریکی میں۔" (سپرجن)

ii. عبرانی میں اکثر خُدا کے کلام کو نور سے تشبیہ دی گئی ہے۔

- تیرا کلام میرے قدموں کے لئے چراغ اور میری راہ کے لئے روشنی ہے۔(119زبور105آیت)
- اپنے نور اور اپنی سچائی کو بھیج وہی میری رہبری کریں۔(43زبور3آیت)

iii. اب چونکہ یسوع خُدا کا کلمہ ہے (یوحنا1باب1آیت) پس اِس سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ نور ہے۔

2. (13-16 آیات) یسوع کا پہلا گواہ: یسوع خود

فریسیوں نے اُس سے کہا تو اپنی گواہی آپ دیتا ہے۔ تیری گواہی سچی نہیں۔ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا اگرچہ مَیں اپنی گواہی آپ دیتا ہوں تو بھی میری گواہی سچی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ مَیں کہاں سے آیا ہوں اور کہاں کو جاتا ہوں لیکن تم کو معلوم نہیں کہ مَیں کہاں سے آتا ہوں یا کہاں کو جاتا ہوں۔ تم جسم کے مطابق فیصلہ کرتے ہو، مَیں کسی کا فیصلہ نہیں کرتا۔ اور اگر مَیں فیصلہ کروں بھی تو میرا فیصلہ سچا ہے کیونکہ مَیں اکیلا نہیں بلکہ مَیں ہوں اور باپ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

اَ. **تو اپنی گواہی آپ دیتا ہے۔ تیری گواہی سچی نہیں:** یسوع نے ابھی ابھی یہ اعلان کیا تھا کہ وہ اِس دُنیا کا نور ہے لیکن اُس دور کے فریسی اُس نور کو دیکھنے سے قاصر تھے۔ جب وہ یسوع کے نور کو نہیں دیکھ سکتے تھے تو ایسا نہیں تھا کہ یسوع کا نور چمک نہیں رہا تھا بلکہ اِس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اندھے تھے۔

i. "ایک آنکھیں رکھنے والے یعنی دیکھنے کے قابل شخص اِس بات کا محتاج نہیں ہے کہ کوئی اُس کی آنکھوں کے سامنے موجود نور یا روشنی کو ثابت کرے، وہ باآسانی اُسے دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ نور خود ہی اپنے وجود کا دعویدار ہے۔ اور وہ اپنا دعویٰ کسی طرح کی دلیل کے ذریعے پیش نہیں کرتی بلکہ وہ اپنا دعویٰ صرف چمکنے کے ذریعے سے پیش کرتی ہے۔ اِس لئے روشنی کو اُس کے اپنے وجود کی بناء پر ہی قبول کیا جا سکتا ہے، اور اندھے پن کے اعتراضات کے باوجود روشنی یا نور اپنا وجود رکھتا ہے۔" (مورث)

ii. یہودی اِس بات کو ثابت نہیں کر سکتے تھے کہ یسوع ناصری موعودہ مسیح نہیں ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کر رہا تھا۔ لہٰذا اُنہوں نے بحث کا رُخ موڑتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ یسوع خود یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ مجسم خُدا اور موعودہ مسیح ہے اُن کے مطابق اُس کے پاس اِس بات کو ثابت کرنے کے لئے کوئی گواہی موجود نہیں تھی۔

iii. اگرچہ وہ یسوع کو جو خود اِس بات کا گواہ تھا قتل نہیں کر پارہے تھے تو اُنہوں نے اُسے ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی۔ اور جب وہ اُسے ڈرانے دھمکانے میں بھی ناکام ہوئے تو اُنہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یسوع کی گواہی ناقابلِ اعتبار ہے۔

ب. اگرچہ مَیں اپنی گواہی آپ دیتا ہوں تو بھی میری گواہی سچی ہے: یسوع اِس بات پر اتفاق کرتا ہے کہ عام حالات میں کسی شخص کی اپنے ہی بارے میں گواہی سچائی کو ثابت نہیں کر سکتی، اِس کے باوجود یسوع اِس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ اپنے ہی بارے میں گواہی دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔

i. یسوع اپنے ہی بارے میں گواہی دینے کے قابل تھا کیونکہ وہ (نہ کہ فریسی) تثلیث کے بارے میں علم رکھتا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ مَیں کہاں سے آیا ہوں اور کہاں کو جاتا ہوں۔

ii. یسوع اپنے ہی بارے میں گواہی دینے کے قابل تھا کیونکہ وہ (نہ کہ فریسی) راستی سے عدالت کرتا تھا۔ تم جسم کے مطابق فیصلہ کرتے ہو، مَیں کسی کا فیصلہ نہیں کرتا۔ "اُنہوں نے خود ہی اپنے آپ کو اُس پر فیصلہ دینے والوں کے طور پر مقرر کر لیا تھا اور وہ اُس کے بارے میں فیصلہ جسم کے اعتبار سے کر رہے تھے، کیونکہ اُن کے مطابق وہ گلیل میں پیدا ہوا تھا۔" (ڈوڈز)

iii. یسوع اپنے ہی بارے میں گواہی دینے کے قابل تھا کیونکہ اُس کی گواہی کی تصدیق خُدا باپ خود کرتا تھا۔ اگر مَیں فیصلہ کروں بھی تو میرا فیصلہ سچا ہے کیونکہ مَیں اکیلا نہیں بلکہ مَیں ہوں اور باپ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

iv. "یسوع کو اپنے ہی بارے میں گواہی دینے کی ضرورت تھی: کیونکہ کوئی بھی اور اِس بات کی اہلیت نہیں رکھتا تھا کہ اُس کی فطرت اور اُس کے نجات کے لئے اہم کام اور منصوبے کے بارے میں گواہی دے سکتا۔" (ٹرینچ)

ج. مَیں ہوں اور باپ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے: اگرچہ یہودی سردار اُس کے خلاف سخت مظاہرہ کر رہے تھے لیکن یسوع اپنی شناخت کے حوالے سے بالکل مطمئن تھا حالانکہ وہ اُس کے بارے میں بہت ساری عجیب و غریب باتیں کر رہے تھے۔ یسوع کا اپنی شناخت کے حوالے سے اِس قدر مطمئن اور پُر اعتماد ہونا ہر دور کے ایمانداروں کے لئے ایک انتہائی اعلیٰ نمونہ ہے۔

3. (17-18 آیات) یسوع کا دوسرا گواہ: خُدا باپ

اور تمہاری توریت میں لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی مل کر سچی ہوتی ہے۔ ایک تو مَیں خود اپنی گواہی دیتا ہوں اور ایک باپ جس نے مجھے بھیجا میری گواہی دیتا ہے۔

اَ. تمہاری توریت میں لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی مل کر سچی ہوتی ہے: یسوع اِس بات کا یقین رکھتا تھا کہ اُس کی اپنی گواہی ہی کافی تھی۔ بہر حال اُن کی تسلی کے لئے وہ ایک اور گواہی پیش کرتا ہے۔

i. "اگر یہودی اپنی شریعت کے مطابق دو لوگوں کی گواہی کا تقاضا کرتے تو دو گواہیاں موجود تھیں۔ ایک گواہی یسوع کی اپنی تھی اور دوسری گواہی خُدا باپ کی تھی۔" (ٹاسکر)

ب. ایک تو مَیں خود اپنی گواہی دیتا ہوں اور ایک باپ جس نے مجھے بھیجا میری گواہی دیتا ہے: خُدا نے بھی یہ گواہی دی تھی کہ یسوع ہی موعودہ مسیح، خُدا کا بیٹا، اور تثلیث کا دوسرا اقنوم یعنی خُدا بیٹا تھا۔

i. "یہاں پر ہمارا خُداوند ایک نمائندے کے طور پر بات کر رہا ہے۔ ایسا شخص اپنے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں لاتا کہ وہ اُس کی ذات کے بارے میں تصدیق کرے۔ اُس کو بھیجنے والے بادشاہ کی طرف سے ہی اُس کے کردار کے بارے میں تصدیق نامہ مہیا کیا جاتا ہے۔ ایسا نمائندہ بادشاہ کی ذات اور اُس کی بات کی نمائندگی کرتا ہے۔ پس ہمارا خُداوند اپنے باپ یعنی خُدا کی نمائندگی کرتا ہے جو خود اُسکی گواہی دیتا ہے۔" (کلارک)

4. (19-20 آیات) یسوع اپنے باپ کو جانتا ہے لیکن فریسی نہیں جانتے۔

اُنہوں نے اُس سے کہا تیرا باپ کہاں ہے؟ یسوع نے جواب دیا نہ تم مجھے جانتے ہو نہ میرے باپ کو۔ اگر مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے۔ اُس نے ہیکل میں تعلیم دیتے وقت یہ باتیں بیت المال میں کہیں اور کسی نے اُسکو نہ پکڑا کیونکہ ابھی تک اُسکا وقت نہ آیا ہے۔

اَ. تیرا باپ کہاں ہے؟ فریسیوں کا یہ سوال اصل میں یسوع کو لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ وہ اُس کی کنواری مریم سے پیدایش کے حوالے سے بعض لوگوں میں جو تنازع پایا جاتا تھا اُس کے تناظر میں یہ بات کر رہے تھے۔ کیونکہ اُن کے درمیان یہ افواہ گردش کر رہی تھی کہ یسوع کی پیدایش کنواری مریم سے نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ گناہ کے نتیجے میں ہوئی تھی۔

i. "مشرق میں کسی شخص سے اُس کے باپ کے بارے میں اِس طرح سے سوال کرنا عام طور پر اُس کی پیدایش کے جائز ہونے پر سوال اُٹھانے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔" (ٹینی)

ب. نہ تم مجھے جانتے ہو نہ میرے باپ کو: یسوع کے باپ کے بارے میں سوال کرتے ہوئے فریسیوں نے خیال کیا کہ اُن کے پاس کچھ ایسی معلومات تھی جو قابلِ اعتراض تھی اور یسوع کے سماجی تشخص کو نقصان پہنچا سکتی تھی۔ اُنہوں نے یقینی طور پر یہ سوچا ہو گا کہ "اگر ہم اُس کے باپ کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور اُس بارے میں کچھ معلومات رکھنے کے بارے میں اُسے آگاہ کرتے ہیں تو اُس کا ردِ عمل کیا ہو گا؟" اُن کی اِس بات کے جواب میں یسوع نے اُنہیں بتایا کہ وہ نہ تو اُس کے بارے میں کچھ جانتے تھے اور نہ ہی اُس کے باپ کے بارے میں اُنہیں کچھ معلوم تھا۔

i. "وہ اِس وجہ سے تکبر کا شکار تھے کہ اُنہیں خُدا کے بارے میں بہت زیادہ معلومات حاصل تھیں لیکن یسوع اُنہیں بتاتا ہے کہ اُنہیں خُدا کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔" (مورث)

ج. اُس نے ہیکل میں تعلیم دیتے وقت یہ باتیں بیت المال میں کہیں: یوحنا ہمیں بتانا چاہتا ہے کہ یسوع نے اپنے مخالفین سے یہ بات چیت اور مباحثہ یروشلیم میں ایک ایسے مقام پر کیا جہاں پر سب سے زیادہ لوگ جمع ہوتے ہیں - ہیکل کے بیت المال میں۔ اِس کے باوجود کسی نے اُسکو نہ پکڑا کیونکہ ابھی تک اُسکا وقت نہ آیا ہے۔

5. (21-22 آیات) یسوع دُنیا سے رخصت ہونے کے بارے میں بتاتا ہے، مذہبی رہنما اُس کی بے عزتی کرتے ہیں۔

اُس نے پھر اُن سے کہا مَیں جاتا ہوں اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور اپنے گناہ میں مرو گے۔ جہاں مَیں جاتا ہوں تم نہیں آ سکتے۔ پس یہودیوں نے کہا کیا وہ اپنے آپ کو مار ڈالیگا جو کہتا ہے جہاں مَیں جاتا ہوں تم نہیں آ سکتے؟

اَ. مَیں جاتا ہوں اور۔۔۔ جہاں مَیں جاتا ہوں تم نہیں آ سکتے: یسوع جانتا تھا کہ وہ آسمان پر جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ یسوع سے نفرت کرتے تھے اور اپنی نفرت کا برملا اظہار کرتے تھے اِس لئے یسوع اُنہیں یہ کہہ سکتا تھا کہ وہ آسمان پر نہیں جا سکتے۔ جہاں پر وہ جا رہا تھا وہ اُس کے پیچھے نہیں آ سکتے تھے۔

i. اگر ہم اِس زمین پر یسوع کی پیروی کریں تو ہم آسمان پر بھی اُسکی پیروی کریں گے۔ اگر اِس زمین پر ہمارے اندر اُسکی پیروی کرنے کی کوئی خواہش نہیں ہے تو پھر ہم کس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اُسکی پیروی میں آسمان پر جاپائیں گے؟

ب. کیاوہ اپنے آپ کومار ڈالیگا: اُن کے یہ الفاظ بھی یسوع کے خلاف نفرت انگیز تھے اور اُن کا یہ کہنادر اصل یسوع کی بے عزتی کرنا تھا۔ کیونکہ یہودی یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ وہ جو خود کشی کے ذریعے اپنے آپ کو مار ڈالتے ہیں وہ عالم اسفل (پاتال) کی گہری ترین تہہ میں جائیں گے۔ یہاں پر اُنہوں نے یسوع کے الفاظ کو مروڑ کر اُن کا ایک نیا مطلب نکالنے کی کوشش کی کہ وہ خود کشی کرلے گا اور مردود ہو کر جہنم میں چلا جائے گا جہاں پر ہم نہیں جاسکتے۔

i. "یہودیوں کی تعلیمات کے مطابق جہنم کی اتاہ گہرائیاں اُن لوگوں کے لئے مخصوص تھیں جو اپنی زندگی کا خاتمہ خود کر دیتے ہیں۔" (بارکلے)

6. (23-24 آیات) دومنزلیں: یسوع اپنے جلال میں جائے گا؛ اور جس راہ پر وہ چل رہے ہیں وہ اپنے گناہوں میں مریں گے۔

اُس نے اُن سے کہا تم نیچے کے ہو۔ مَیں اُوپر کا ہوں۔ تم دُنیا کے ہو۔ مَیں دُنیا کا نہیں ہوں۔ اسلئے مَیں نے تم سے یہ کہا کہ اپنے گناہوں میں مروگے کیونکہ اگر تم ایمان نہ لاؤگے کہ مَیں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مروگے۔

اَ. تم نیچے کے ہو۔ مَیں اُوپر کا ہوں۔ تم دُنیا کے ہوں۔ مَیں دُنیا کا نہیں ہوں: وہ فریسی جو یسوع کے مخالف تھے اُنہوں نے سوچا کہ یسوع خود کشی کرلے گا اور اِس وجہ سے جہنم میں چلا جائے گا (جیسا کہ اُس دور میں خود کشی کے حوالے سے اُنکی یہودی تعلیمات تھیں۔) لیکن یسوع نے جواب دیا کہ جیسا اُنہوں نے اپنی منزل کے بارے میں سوچ رکھا ہے اُن کی منزل اصل میں وہ نہیں ہوگی، بلکہ وہ کہیں اور جارہے ہیں۔

ب. اگر تم ایمان نہ لاؤگے کہ مَیں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مروگے: یہ لوگ مذہبی قائد تھے لیکن اِس کے باوجود وہ تاریکی میں ہی رہتے تھے جو اُن کے ذہنوں اور اُن کے اعمال میں واضح نظر آتی ہے۔ اُن کی زندگیوں میں تاریکی قائم رہی کیونکہ اُنہوں نے نور کو ترک کیا (اُس پر ایمان نہ لائے)۔ یسوع نے اُنہیں بڑے سنجیدہ انداز سے خبردار کیا کہ فضل کے وہ دن ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ موت اُنکی گناہ آلود تاریکی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مستقل کردے گی۔

i. لوگ گناہ میں پیدا ہوتے ہیں (زبور 51 کی 5 آیت) اور اگر ہم اپنے گناہوں میں ہی رہیں اور اُن کا کچھ سدِباب نہ کیا جائے تو ہم اپنے گناہوں میں ہی مرجائیں گے۔ کیونکہ ہر طرح کے گناہ سے نپٹنے کی ضرورت ہے، لیکن وہ لوگ جو اپنے گناہوں میں ہی مرتے ہیں اُنہیں اپنے گناہوں کا خمیازہ جہنم میں بھگتنا پڑے گا۔ لیکن اگر ہم اپنی موت سے پہلے ہی یسوع کی ذات اور اُس کے صلیب پر سرانجام دیئے گئے عوضی کفارے پر ایمان لائیں اور اپنے گناہ کا سدِباب کریں تو ہم اپنے گناہوں میں مرنے سے بچ سکتے ہیں۔

ii. "آیت 24 میں گناہ جمع کے صیغے میں استعمال ہوا ہے جبکہ آیت 21 میں وہ واحد کے صیغے میں استعمال ہوا ہے۔ واحد کے صیغے میں استعمال ہونے والا گناہ اُس بنیادی گناہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو یسوع پر ایمان نہ لانے کے عمل کی وجہ سے ہے اور جمع کے صیغے میں استعمال ہونے والے گناہ اُس بنیادی گناہ کی بدولت پیدا ہونے والے خاص رویے، الفاظ اور اعمال ہیں جو اُس بنیادی گناہ کا پھل ہوتے ہیں۔" (بارکلے)

ج. اگر تم ایمان نہ لاؤگے کہ مَیں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مروگے: یسوع نے اُنہیں کہا کہ وہ اِس بات پر ایمان لائیں کہ 'مَیں ہوں۔' اِس فقرے میں لفظ 'وہی' کا مترجمین اور مفسرین نے نے اضافہ کیا ہے۔ پس 'مَیں ہوں' کلام کی روشنی میں الوہیت کا دعویٰ ہے، اور اگر فریسی چاہتے ہیں کہ وہ اپنے گناہوں میں نہ مریں تو اُنہیں یسوع مسیح پر ایمان لانے کی ضرورت ہے اور اُنہیں یسوع کی اصل شناخت – خُدا کے بیٹے – کے طور پر اُس پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔

i. "ہمیں اِس بات کو LXX (سپتواجنتا) کے اندر پائے جانے والے ایسے ہی تاثر کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے جو الوہیت کے دعوے کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ بالکل ایسا ہی یونانی تاثر یوحنا 6 باب 20 آیت اور 18 باب 6 آیت میں بھی ملتا ہے، اور اِن دونوں میں سے کسی ایک کو بھی سمجھنا کسی طور پر مشکل نہیں ہے۔" (موریث)

7. (25-27 آیات) یسوع اپنی ہر بات کے لئے خُدا باپ پر اپنے انحصار کے متعلق بتاتا ہے۔

اُنہوں نے اُس سے کہا تُو کون ہے؟ یسوع نے اُن سے کہا وہی ہوں جو شروع سے تم سے کہتا آیا ہوں۔ مجھے تمہاری نسبت بہت کچھ کہنا اور فیصلہ کرنا ہے لیکن جس نے مجھے بھیجا وہ سچا ہے اور جو مَیں نے اُس سے سنا وہی دُنیا سے کہتا ہوں۔ وہ نہ سمجھے کہ ہم سے باپ کی نسبت کہتا ہے۔

اَ. تُو کون ہے؟ اگر سچے دل کے ساتھ پوچھا جائے تو یہ ایک انتہائی اہم اور بہت خوبصورت سوال ہے۔ لیکن فریسیوں کی طرف سے آنے والا یہ سوال تذبذب اور نفرت کے امتزاج کی وجہ سے آیا تھا۔ اگرچہ یسوع اُنہیں بار بار یہ بتا چکا تھا کہ وہ کون ہے لیکن پھر بھی وہ اُسے یہ سوال پوچھتے رہتے تھے اور وہ اِس اُمید میں تھے کہ یسوع اپنے بارے میں کوئی ایسی بات کہے گا جس کی بنیاد پر وہ اُسے اپنے جال میں پھنسا کر اُسے رَد کریں گے اور اُسے قتل کر سکیں گے۔

i. کچھ سوال سچائی کی کھوج کے لئے نہیں کئے جاتے، بلکہ وہ سچائی کے سامنے مزاحمت کرتے ہوئے اُسے رد کرنے کا جواز ڈھونڈنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اُس وقت مذہبی رہنماؤں نے اپنی دشمنی کی بناء پر یسوع سے بہت سارے عجیب اور بدخواہی سے بھرپور سوال پوچھے۔

- تیرا باپ کہاں ہے؟ (یوحنا 8 باب 19 آیت)
- کیا وہ اپنے آپ کو مار ڈالے گا؟ (یوحنا 8 باب 22 آیت)
- تو کون ہے؟ (یوحنا 8 باب 25 آیت)

ii. "فریسیوں کا یہ سوا 'تُو کون ہے؟' اُن کی طرف سے یسوع کے بڑے بڑے دعوؤں اور اپنی الوہیت کی طرف اشارہ کرنے کے خلاف شدید غصے اور اشتعال کو ظاہر کرتا ہے۔" (ٹینی)

ب. وہی ہوں جو شروع سے تم سے کہتا آیا ہوں: یسوع کے پاس اُن کے اِس سوال کا کوئی نیا جواب موجود نہیں تھا۔ وہ اُن کے سامنے اُنہی سچائیوں اور اُنہی باتوں کو دہراتا ہے جو وہ پہلے سے دہراتا چلا آ رہا تھا۔

i. مجھے تمہاری نسبت بہت کچھ کہنا اور فیصلہ کرنا ہے: "مَیں بڑی آسانی کے ساتھ تمہارے تمام گناہ، تمہارا سارا غرور، تمہارے تمام ارادے، تمہاری ریاکاری اور مذہب سے دوری، تمہاری نور کے لئے نفرت، سچائی کے لئے تمہارا بغض، حالیہ طور پر ایمان نہ لانے کی تمہارے دِلوں کی ہٹ دھرمی ظاہر کر سکتا ہوں اور دِکھا سکتا ہوں کہ یہی وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ تم اپنے گناہوں میں مرو گے۔" (کلارک)

ج. جو مَیں نے اُس سے سنا وہی دُنیا سے کہتا ہوں: یسوع نے ایک بار پھر اِس نقطے پر زور دیا کہ اُس کا سارا کلام خُدا باپ کی طرف سے ہے۔ اِس لئے اگر فریسی اُس کی مخالفت کرتے ہیں تو وہ اصل میں خُدا باپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

8. (28-30 آیات) یسوع اپنے ہر ایک عمل کے لئے خُدا باپ پر اپنے انحصار کے متعلق بتاتا ہے۔

پس یسوع نے کہا کہ جب تم ابنِ آدم کو اُونچے پر چڑھاؤ گے تو جانو گے کہ مَیں وہی ہوں اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے سکھایا اُسی طرح یہ باتیں کہتا ہوں۔ اور جس نے مجھے بھیجا وہ میرے ساتھ ہے۔ اُس نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا کیونکہ مَیں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں جو اُسے پسند آتے ہیں۔ جب وہ یہ باتیں کہہ رہا تھا تو بہتیرے اُس پر ایمان لائے۔

اَ. جب تم ابنِ آدم کو اُونچے پر چڑھاؤ گے: یسوع کا اُونچے پر چڑھایا جانا اُسکے ویسے جلال پانے کے بارے میں کچھ بھی بیان نہیں کرتا جیسا کہ ہم اکثر سوچتے ہیں۔ یہ کسی طور پر کسی ممتاز شخصیت کو خوش آمدید کہنے اور اُس کے لئے تالیاں بجانے جیسا کچھ بھی نہیں تھا۔ اِس کے برعکس یہ یسوع کو صلیب پر چڑھا کر اوپر اُٹھانے کے بارے میں تھا۔ جب وہ یسوع صلیب پر چڑھا کر لٹکائیں گے تو اُس وقت وہ خُدا کے بیٹے کی کامل تابعداری کو دیکھیں گے۔ اور وہ اُس کی اِس بات کو بھی پورا ہوتا ہوا دیکھیں گے کہ مَیں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں جو اُسے پسند ہیں۔

i. "اُس کا اونچے پر چڑھایا جانا اِس بات کا ثبوت ہونا تھا کہ اُس نے جو کچھ کیا ہے اور جو کچھ کہا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ باپ کی طرف سے دیئے گئے اختیار سے کیا ہے۔" (بروس)

ب. اُس نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا: خُدا باپ اور خُدا بیٹے کے درمیان جو اتحاد ہے وہ ہمیشہ سے قائم رہا ہے اور ہمیشہ تک قائم رہے گا۔ فریسیوں کے تمام الزامات کے باوجود یسوع خُدا باپ کے اتنا ہی قریب تھا جتنا کہ وہ ہمیشہ ہی رہا ہے۔

ج. مَیں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں جو اُسے پسند آتے ہیں: یسوع کا فریسیوں کے سامنے ایسا بیان بڑی جرات مندی کی علامت تھا۔ وہ بڑی جرات کے ساتھ اپنے دشمنوں کے سامنے یہ کہہ رہا تھا بلکہ اُنہیں چیلنج کر رہا تھا کہ وہ اُس کی تمام باتوں اور کاموں کو پرکھیں اور بتائیں کہ اُس نے ایسی کونسی بات کہی یا ایسا کونسا کام کیا جو خُدا کو پسند نہیں تھا۔ اور اُس کی اِس بات کے جواب میں اُس کے دشمن بالکل خاموش تھے۔ یہ یسوع کی بے گناہی کی ایک حیرت انگیز گواہی تھی۔

i. مَیں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں جو اُسے پسند آتے ہیں: "جب آپ کسی الہیاتی موضوع پر بحث کر رہے ہوں تو یہ بات کہنا بڑا آسان ہے کہ مَیں ہمیشہ وہ کام کرتا ہوں جو باپ کو پسند آتے ہیں، لیکن اگر صلیب کی طرف جا کر اُس پر جان دینے کی بات ہو تو یہ بات کرنا بہت مشکل ہے۔" صلیب ہی یسوع کی کامل تابعداری کا ثبوت پیش کرے گی۔

د. جب وہ یہ باتیں کہہ رہا تھا تو بہتیرے اُس پر ایمان لائے۔ جب فریسیوں نے اِس طرح سے یسوع کو باتیں کرتے ہوئے سنا تو وہ اور بھی اُس کے خلاف ہو گئے۔ لیکن اِس کے باوجود اُس ہجوم میں بہت سارے ایسے تھے جنہوں نے بالکل وہی باتیں سُنیں اور یسوع پر ایمان لے آئے۔ اگرچہ وہ واضح طور پر دیکھ رہے تھے کہ اُن کے مذہبی رہنما یسوع کی مخالفت کر رہے تھے اِس کے باوجود وہ یسوع پر ایمان لائے۔

i. یسوع کا اپنے باپ کے ساتھ مکمل ہم آہنگی کا پیغام بہت سارے لوگوں نے بہت خوشی کے ساتھ قبول کیا کیونکہ اُس کی زندگی اِس پیغام کی تصدیق کرتی تھی۔ فریسیوں کے برعکس یہ بات واضح طور پر دیکھی جا سکتی تھی کہ یسوع خُدا باپ کے قریب تھا۔ فریسی ظاہری طور پر یہ دکھانے کی کوشش کرتے تھے کہ وہ خُدا سے بہت زیادہ قریب تھے لیکن یہ صاف ظاہر تھا کہ وہ قطعی طور پر خُدا سے قریب نہیں تھے۔

9. (31-32 آیات) یسوع اُن سب کو جو اُس پر ایمان لاتے ہیں شاگردیت اور آزادی کی پیشکش کرتا ہے۔

پس یسوع نے اُن یہودیوں سے کہا جنہوں نے اُسکا یقین کیا تھا کہ اگر تم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے۔ اور سچائی سے واقف ہو گے اور سچائی تمکو آزاد کریگی۔

اَ. **یسوع نے اُن یہودیوں سے کہا جنہوں نے اُسکا یقین کیا تھا:** پچھلی آیت ہمیں بتاتی ہے کہ بہت سارے یسوع پر ایمان لائے (یوحنا 8 باب 30 آیت) پس یسوع نے اُن لوگوں کو جن کے ایمان کا وہاں پر آغاز ہوا تھا بتایا کہ اُنہیں اپنے ایمان میں بڑھنے کے لئے آگے کیا کرنا ہے۔

i. "گفتگو کے اِس حصے میں یسوع اُن لوگوں سے مخاطب ہے جو ایمان لائے تھے، لیکن پھر بھی پوری طرح یقین نہیں کرتے۔ یہاں پر ہمیں یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ وہ یہ جانتے تھے کہ جو کچھ یسوع اُنہیں بتا رہا تھا وہ سچ تھا۔ لیکن اِس کے باوجود وہ اپنے آپ کو اُس کے تابع کرنے کے لئے تیار نہیں تھے اور اُس تابعداری سے دور تھے جو یسوع کے پیچھے چلنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ ایمان کے لحاظ سے یہ ایک بہت خطرناک حالت ہوتی ہے۔" (مورث)

ب. **اگر تم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے:** اگر ہم یسوع کے شاگرد ہیں تو پھر ہم اُس کے کلام پر قائم رہیں گے۔ ایک شاگرد کے لئے ایسا کرنے کے سوا اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ یسوع کا شاگرد بننے کے لئے–جو کہ مجسم کلام ہے– ہمیں اُس میں قائم رہنے (رہنے، جینے، بسنے اور اپنا گھر بنانے) کی ضرورت ہے۔

i. **اگر تم میرے کلام پر قائم رہو گے:** "اُن سے جن کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ یسوع پر ایمان لائے تھے یسوع کہتا ہے کہ 'اگر تم' یہاں پر اِن الفاظ پر زور دیا گیا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کو ایمان نہ لانے والے سے جدا کیا جا سکے 'میرے کلام پر قائم رہتے ہو' –صرف ایمان اور تابعداری کی طرف پہلا قدم بڑھا کر رک نہیں جاتے 'تو' یعنی پھر یا تب–اُس سے پہلے نہیں– حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے۔" (ڈوڈز)

ii. ٹاسکر بیان کرتا ہے کہ کلام پر قائم رہنے کا کیا مطلب ہے: "اِس کو خوش آمدید کہنا، یعنی کلام کے ساتھ رہنے میں آسانی اور سکون محسوس کرنا، اور اِس کے ساتھ اِس تسلسل کے ساتھ رہنا کہ یہ ایماندار کی زندگی کا حصہ بن جائے، اور اِس کا مستقل اثر ایماندار کی زندگی میں ہو اور یہ اُس کی زندگی میں پاکیزگی اور نیکی کا محرک بن جائے۔" (ٹاسکر)

iii. یہ بیان بھی یسوع اور خُدا باپ کے درمیان ہم آہنگی اور اتفاق کو ظاہر کرتا ہے۔ یسوع لوگوں کو اپنے کلام پر قائم رہنے کے لئے کہتا ہے۔ کسی بھی اور شخص کے منہ سے وہ الفاظ جو یسوع بولتا ہے مضحکہ خیز لگیں گے، کیونکہ یسوع ہی وہ واحد ذات ہے جو یہ الفاظ بیان کر سکتی ہے۔

iv. "خُدا کے کلام کے ساتھ ہمارا رویہ ہمیں دیگر لوگوں سے علیحدہ کرتا ہے: وہ جس کے پاس میرے احکام ہیں، اور جو اُنہیں پورا کرتا ہے وہی وہ شخص ہے جو مجھے پیار کرتا ہے۔" (مائیر)

ج. **سچائی سے واقف ہو گے اور سچائی تمکو آزاد کریگی:** یہ یسوع کے کلام پر قائم رہنے کا نتیجہ ہے۔ ہم اپنے آپ کو خُداوند کے شاگرد کے طور پر ثابت کرتے ہیں اور ہم سچائی سے واقف ہوتے ہیں اور اُس سچائی کے وسیلے خُدا ہمیں آزاد کرتا ہے۔ یہ آزادی جس کی بات یسوع کر رہا ہے وہ تعلیمی لحاظ سے سچائی کی کھوج اور اُسے عام طور پر جاننے سے نہیں آتی بلکہ اُس کے کلام پر قائم رہنے اور اُس کے شاگرد بننے سے آتی ہے۔

i. جو آزادی ہمیں یسوع کی ذات میں مل سکتی ہے اُس جیسی کوئی چیز دُنیا میں موجود نہیں ہے۔ دُنیا کی دولت سے اُسے خریدا نہیں جا سکتا، کسی طرح کا رتبہ وہ سچائی مہیا نہیں کر سکتا، کسی طرح کا کام ایسی آزادی صلے کے طور پر نہیں دے سکتا، اور دُنیا کی کوئی بھی چیز اُس کا ثانی نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک المیہ ہے کہ ہر ایک مسیحی اُس آزادی کا تجربہ نہیں کرتا۔ جسے کسی اور طریقے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا سوائے خُدا کے کلام پر قائم رہنے اور یسوع کے شاگرد بننے کے۔

10. (33-36 آیات) یسوع اُن کے اِس دعوے کا جواب دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ ہی سے آزاد رہے ہیں۔

اُنہوں نے اُسے جواب دیا ہم تو ابرہام کی نسل سے ہیں اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں رہے۔ تُو کیونکر کہتا ہے کہ تم آزاد کئے جاؤ گے ؟ یسوع نے اُنہیں جواب دیا مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے۔ اور غلام ابد تک گھر میں نہیں رہتا بیٹا ابد تک رہتا ہے۔ پس اگر بیٹا تمہیں آزاد کریگا تو تم واقعی آزاد ہو گے۔

اَ. ہم تو ابرہام کی نسل سے ہیں اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں رہے: اُن مذہبی قائدین کا ردِ عمل بالکل ایسا نہیں تھا کہ 'واہ، تمہاری باتیں بہت حیرت انگیز ہیں، ہمیں مزید بتاؤ کہ تمہارے کلام پر عمل کرتے ہوئے ہم کیسے آزاد ہو سکتے ہیں۔' بلکہ اُن کا ردِ عمل کچھ ایسا تھا کہ 'ہمیں اِس کی ضرورت نہیں، ہم اِس کے بغیر ہی اچھے ہیں۔'

i. یہ حیران کن اور غور و فکر سے عاری لوگوں کی طرف سے لاپرواہی کے ساتھ دیا گیا بیان ہے۔ یہودی لوگ مصر کی غلامی میں رہے تھے، اور پھر فلستیوں کی، بابل کی، فارس کی، ارام کی اور روم کی غلامی میں رہے تھے۔ "کیا اُس وقت کوئی رومی فوجی قلعے کی دیوار پر سے ہیکل کے صحن میں نہیں دیکھ رہا تھا جہاں پر اِس گفتگو میں یہ یہودی بڑھکیں مار رہے تھے؟" (میکلیرن)

ii. اگرچہ اُس دور میں بھی وہ غلامی میں تھے لیکن بہت سارے یہودی لوگوں میں اپنی خود مختاری کا بہت زیادہ جوش اور جذبہ پایا جاتا تھا۔ "یوسیفس لکھتا ہے کہ گلیل سے تعلق رکھنے والے یہوداہ کے پیروکاروں نے رومی حکومت کے خلاف شدید قسم کی بغاوت کی تھی: 'اُن کا آزادی کے جذبے کے ساتھ ناقابلِ تسخیر لگاؤ ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ اُن کا واحد حکمران اور مالک اُن کا خُدا ہے۔' (یوسیفس، Antiquities of the Jews, 18:1.6)" (بارکلے)

iii. "ایمان نہ لانے والے شخص میں خود فریبی کی قوت بے انتہا ہوتی ہے۔" (رائل)

ب. جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے: اِس حوالے میں گناہ کا ذکر فعل کے طور پر آتا ہے، جو اِس کے ایک عادتاً فعل، ایک مسلسل عمل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ شخص جو عادتاً کسی گناہ میں ملوث ہو وہ اُس گناہ کا غلام ہوتا ہے۔

i. "یہ استمراری ساخت 'جو کوئی گناہ کرتا ہے' فعل حال میں بیان کیا گیا ہے، جو مسلسل طور پر عادتاً گناہ کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ کہ کبھی کبھار کئے جانے والے گناہ کی طرف۔" (ٹینی)

ii. سماجی یا اقتصادی غلامی کے علاوہ بھی غلامی کی ایک قسم موجود ہے۔ گناہ بھی ایک ایسا آقا ہے جو لوگوں کو غلام بنالیتا ہے۔ اور ایسے لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ بالکل آزاد ہیں اُن کے لئے یہ قدرے ممکن ہے کہ وہ گناہ کے غلام بن جائیں۔" (بروس)

iii. "اگر کوئی شخص کوئی بھی بُرا کام، شراب نوشی، چوری یا اِس طرح کا کچھ بھی اور کرتا ہے تو توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ایسا کام ایک سے زیادہ بار بھی کرے گا۔" (میکلیرن)

iv. "یہاں پر ہمیں ایک زر خرید غلام کے جو معنی ہیں اُس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ غلام سے مراد وہ شخص نہیں جو اپنی اجرت حاصل کرتا ہے اور جسے کسی حد تک آزادی میسر ہوتی ہے۔ بلکہ غلام سے مراد وہ شخص ہے جس کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔" (مورث)

ج. غلام ابد تک گھر میں نہیں رہتا بیٹا ابد تک رہتا ہے: گناہ کی غلامی اصل میں غلامی کی بُری ترین قسم ہے، کیونکہ ہم اپنے آپ سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے۔ خُدا کا بیٹا ہی ہمیں آزاد کروا سکتا ہے۔ اور جب خُدا کا بیٹا ہمیں آزاد کرتا ہے تو وہ ہمیں خُدا باپ کے گھر میں لے آتا ہے جہاں پر آزادی ہے۔

i. "ایک غلام مستقل طور پر گھر میں نہیں رہتا کیونکہ یا تو اُس رَد کر کے نکالا جا سکتا ہے یا پھر اُسے بیچا جا سکتا ہے۔" (ڈوڈز)

د. اگر بیٹا تمہیں آزاد کریگا تو تم واقعی آزاد ہو گے: "اگر ہم گناہ کی غلامی سے آزاد کر دیئے گئے ہیں – خُدا بیٹے کے ذریعے سے آزاد ہوئے ہیں، اُس کے کلام پر قائم رہنے اور اُس کے حقیقی شاگرد کہلانے کی وجہ سے آزاد ہوئے ہیں – تو اُس صورت میں ہم حقیقی طور پر آزاد ہیں۔ اور اُس وقت ہمیں وہ حقیقی آزادی حاصل ہے جس کا موازنہ اُس نقلی آزادی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے جس کے بارے میں وہ فریسی اندھے پن کی وجہ سے یوحنا 8 باب 33 آیت میں بڑے بڑے دعوے کر رہے تھے۔"

i. اگر بیٹا تمہیں آزاد کریگا: "پس جو شخص گناہ کا غلام ہے وہ اپنے آپ اپنی اُس حالت کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے آپ کو تبدیل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اُس کا کوئی ساتھی گناہگار اُس کو تبدیل کر سکتا ہے۔۔۔ ہمیں آزاد کروانے والا کوئی باہر کا ہونا چاہیے جو اُس ساری انسانیت سے بالا ہے جو گناہ کی غلام ہے۔" (ٹاسکر)

ii. "اگر ہم گناہ کے غلام ہیں تو پھر ہم آزاد ہو کر اُس کے گھر سے نکلنے کے بعد اپنے آسمانی باپ کے گھر میں آ سکتے ہیں۔ اور پھر اِس جگہ پر ہم سب کے لئے ایک بابرکت اُمید پائی جاتی ہے۔" (میکلیرن)

iii. ہانک کانگ سے تعلق رکھنے والی ایک بیاسی سالہ عورت نے چین کے اندر گزرنے والی اپنی زندگی کے بارے میں بتایا، لیکن جب وہ بات کر رہی تھی تو وہ بہت سارے ایسے الفاظ کا استعمال کر رہی تھی جو کیمونسٹ استعمال کرتے تھے، جیسے کہ وہ وہاں آنے والے کیمونسٹ انقلاب کے لئے لبریشن یعنی آزادی جیسا لفظ استعمال کر رہی تھی۔ اُس سے پوچھا گیا "جب آپ چین میں رہتے تھے تو کیا آپ کو یہ آزادی تھی کہ اکٹھے ہو کر پرستش اور عبادت کر لیا کریں؟" "اوہ نہیں!" اُس نے جواب دیا۔ "لبریشن کے بعد سے کسی کو اجازت نہیں تھی کہ وہ اکٹھے ہو کر پرستش یا عبادت کر سکے۔" "لیکن غالباً آپ کو اتنی آزادی تو ضرور ہو گی کہ آپ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں اکٹھے ہو کر مسیحی ایمان کے بارے میں بات چیت کر سکیں؟" "نہیں ہمیں ایسا کرنے کی بھی آزادی نہیں تھی۔" اُس عورت نے جواب دیا "لبریشن کے بعد سے ایسی تمام طرح کی میٹنگیں ختم کر دی گئی تھیں۔" "کیا آپ بائبل کا مطالعہ کرنے کے لئے آزاد تھے؟" اُس نے جواب دیا "لبریشن کے بعد سے کسی کو بائبل کا مطالعہ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔"

iv. "اِس سے یہ نقطہ واضح ہوتا ہے کہ آزادی اصل میں لفظ آزادی کے اندر نہیں پائی جاتی، یا اِس طرح کے دیگر الفاظ کے اندر نہیں پائی جاتی، بلکہ آزادی اصل میں یسوع مسیح کے ساتھ تعلق میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ تعلق اُس کے کلام پر قائم رہنے اور اُس کا حقیقی شاگرد بننے کے وسیلے سے قائم ہوتا ہے۔"

11. (37-41الف آیات) وہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ ابرہام جیسے نہیں ہیں۔

مَیں جانتا ہوں کہ تم ابرہام کی نسل سے ہو تو بھی میرے قتل کی کوشش میں ہو کیونکہ میرا کلام تمہارے دل میں جگہ نہیں پاتا۔ مَیں نے جو اپنے باپ کے ہاں دیکھا ہے وہ کہتا ہوں اور تم نے جو اپنے باپ سے سنا ہے وہ کرتے ہو۔ اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا ہمارا باپ تو ابرہام ہے۔ یسوع نے اُن سے کہا اگر تم ابرہام کے فرزند ہوتے تو ابرہام کے سے کام کرتے۔ لیکن اب تم مجھ جیسے شخص کے قتل کی کوشش میں ہو جس نے تمکو وہی حق بات بتائی جو خُدا سے سنی۔ ابرہام نے تو یہ نہیں کیا تھا تم اپنے باپ کے سے کام کرتے ہو۔

اَ. میَں جانتا ہوں کہ تم ابرہام کی نسل سے ہو: یسوع نے اِس بات کا اعتراف کیا کہ وہ جینیاتی لحاظ سے ابرہام کی اولاد ہی تھے، لیکن رُوحانی لحاظ سے ابرہام اُن کا باپ نہیں تھا۔ جب آسمان سے پیامبر ابرہام کے پاس آئے تو اُس نے اُنہیں بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا(پیدایش 18 باب) لیکن ابرہام کی جینیاتی اولاد نے خدا کی طرف سے آنے والے پیامبر کو نہ صرف رَد کیا بلکہ وہ اُس کو قتل کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

i. "وہ شخص جس نے اُنہیں خُدا کی طرف سے ملنے والی سچائی کے بارے میں آگاہی دی ہو اُسے قتل کرنے کی نیت رکھنا ظاہر کرتا تھا کہ وہ ابرہام کی اولاد نہیں ہیں۔" (بروس)

ب. کیونکہ میرا کلام تمہارے دل میں جگہ نہیں پاتا: اُن کا مسیح کے کلام کو اور مسیح کی ذات کو جو مجسم کلام ہے رد کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ کسی طور پر ابرہام کی مانند نہیں تھے۔ اور اُن کے پاس وہ آزادی نہیں تھی جو کلام پر قائم رہنے سے آتی ہے۔

i. سپرجن کے مطابق کئی ایک طریقوں سے خُدا کے کلام کو ایمانداروں کی ذات میں ایک خاص مقام حاصل ہونا چاہیے۔

- خُدا کے کلام کو ایمانداروں کی زندگی میں بہت گہرا اور اندرونی مقام حاصل ہونا چاہیے۔
- خُدا کے کلام کو ایمانداروں کی زندگی میں بہت عزت والا اونچا مقام حاصل ہونا چاہیے۔
- خُدا کے کلام کو ایمانداروں کی زندگی میں بڑے اعتماد کا مقام حاصل ہونا چاہیے۔
- خدا کے کلام کو ایمانداروں کی زندگی میں حکمرانی کا مقام حاصل ہونا چاہیے۔
- خُدا کے کلام کو ایمانداروں کی زندگی میں بہت زیادہ محبت کا مقام حاصل ہونا چاہیے۔
- خُدا کے کلام کو ایمانداروں کی زندگی ایک مستقل مقام حاصل ہونا چاہیے۔

ج. میَں نے جو اپنے باپ کے ہاں دیکھا ہے وہ کہتا ہوں: یسوع نے اُنہیں یاد دلایا کہ جو کچھ اُس نے کیا ہے وہ اُس کی باپ کے ساتھ مماثلت کو ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے یا کر رہے ہیں وہ کام اُن کی مماثلت اُن کے باپ کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں۔ (تم نے جو اپنے باپ سے سنا ہے وہ کرتے ہو)۔ اور اِس کے بعد جلد ہی یسوع اُن کو بتاتا ہے کہ اُن کا باپ کون ہے۔

د. ہمارا باپ تو ابرہام ہے: مذہبی سرداروں اِس بات پر بضد تھے کہ ابرہام ہی اُن کا حقیقی باپ ہے، یہ بات جینیاتی لحاظ سے تو سچ تھی لیکن یہ رُوحانی لحاظ سے بالکل سچ نہیں تھی۔ یسوع نے اِس باپ پر اُس سے اتفاق کیا کہ وہ جسمانی لحاظ سے تو ابرہام کی اولاد تھے لیکن سچے رُوحانی طور پر وہ ابرہام کے بچے نہیں تھے کیونکہ وہ یسوع کو قتل کرنے کی کوشش میں تھے جسے ابرہام نے قبول کیا تھا۔ وہ اپنے باپ کے سے کام کر رہے تھے۔

i. یسوع نے اُن کی زندگیوں میں پائی جانے والی نامطابقت اور بے اصولی کو واضح کیا کہ وہ منہ سے تو کہہ رہے تھے کہ وہ ابرہام کی اولاد نہیں لیکن اُن کے کام کسی طور پر ابرہام کی مانند نہیں تھے۔ "اگر وہ اپنے وجود اور ابتدا کو ابرہام کی نسل کے ساتھ جوڑتے تھے تو اُنہیں ایسے اعمال بھی سرانجام دینے کی ضرورت تھی جو اُن کی اَصل سے ہم آہنگ ہوتے۔" (ڈوڈز)

ii. یسوع جس نقطے کی طرف اشارہ کر رہا تھا وہ بہت اہم تھا۔ ہمارے روحانی والدین بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں اور وہ ہماری رُوحانی حالت، فطرت اور ہمارے منزل کا تعین کرتے ہیں۔ اگر ہم نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں اور آسمانی باپ ہمارا خُدا ہے تو یہ بات ہماری فطرت میں ظاہر ہو گی اور اِس سے ہماری حتمی منزل کا تعین ہو گا۔ لیکن اگر ہمارا باپ شیطان ہے یا آدم ہے جو گناہ میں گرا تھا تو اِس سے بھی ہماری فطرت ظاہر ہو گی اور ہماری منزل کا تعین ہو گا– بالکل ویسے جیسے یہاں پر یسوع کے مخالفین کی زندگیوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔

12. (41ب-43 آیات) مذہبی رہنما ایک بار پھر یسوع کے والدین کے بارے میں سوال اُٹھاتے ہیں۔

اُنہوں نے اُس سے کہا۔ ہم حرام سے پیدا نہیں ہوئے۔ ہمارا ایک باپ ہے یعنی خُدا۔ یسوع نے اُن سے کہا اگر خُدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے اسلئے کہ مَیں خُدا میں سے نکلا اور آیا ہوں کیونکہ مَیں آپ سے نہیں آیا بلکہ اُسی نے مجھے بھیجا۔ تم میری باتیں کیوں نہیں سمجھتے؟ اِسلئے کہ میرا کلام سن نہیں سکتے۔

اَ. ہم حرام سے پیدا نہیں ہوئے: جس طرح اُنہوں نے یوحنا 8 باب 19 آیت میں کیا اُسی طرح ایک بار پھر یہاں پر اُنہوں نے یسوع کے والدین پر سوال اُٹھاتے ہوئے اُس کی بے عزتی کرنے کی کوشش کی اور اُسے اپنی طرف سے ایک ناجائز اولاد قرار دینے کی کوشش کی۔ پس یہاں پر وہ کہنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ "ہم حرام سے پیدا نہیں ہوئے لیکن اَے یسوع ہم تمہارے بارے میں جانتے ہیں۔"

i. "اگرچہ یوحنا براہِ راست یسوع کی کنواری سے پیدایش کے بارے میں بات نہیں کرتا لیکن یہاں پر یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ اُس کے بارے میں جانتا تھا، اور اُس دور کے کئی لوگ یہ جانتے تھے کہ یسوع کی پیدایش کے بارے میں کوئی راز موجود ہے۔" (ٹینی)

ب. اگر خُدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے: یسوع ایک بار پھر یہ حیرت انگیز دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اور باپ باہمی طور پر اِس قدر قریب ہیں کہ اگر کوئی سچے طور پر اِس طرح زندگی گزارتا ہے جیسے کہ آسمانی خُدا اُس کا باپ ہے تو وہ شخص یسوع کو بھی یقینی طور پر پیار کرے گا۔ ایسے شخص کے لئے خُدا کے نزدیک کوئی جگہ نہیں جو یہ کہتا ہو کہ "مَیں خُدا سے تو پیار کرتا ہوں لیکن مَیں یسوع کو رَد کرتا ہوں۔"

ج. اسلئے کہ مَیں خُدا میں سے نکلا اور آیا ہوں: یہاں پر یسوع خُدا باپ کے ساتھ اپنی ہم آہنگی، اتفاق، اپنی فطرت اور اپنے مقصد کے ایک ہونے کے بارے میں بیان کرتا ہے۔

i. " 'مَیں نکلا ہوں' یہ اشارہ کرتا ہے کہ میرا اجراء ہوا ہے۔ ہمیں اِس بات کے بہت گہرے الہیاتی معنی جاننے کی ضرورت ہے، خُدا کا ابدی بیٹا اُس کے ابدی جوہر سے نکلا اور آیا ہے۔"

ii. اسلئے کہ مَیں خُدا میں سے نکلا اور آیا ہوں: "یہ اُس کی زمینی ذات کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اُس ابتدائی عمل کا مستقل نتیجہ تھا، وہ عمل جو اُس نے رضاکارانہ طور پر اپنی مرضی سے کیا اور جس کے پیچھے ایک لامحدود ہستی کا وجود نظر آتا ہے۔" (میکلیرن)

iii. "جب تک وہ ایک واحد خُدا کی ذات پر ایمان رکھتے تھے اُن کے لئے یسوع کی بات کو سمجھنا اور ماننا ناممکن تھا: پھر بھی وہ اُن کے عالمینِ الہیات کو یہ بتا رہا تھا کہ خُدا اُس کا باپ ہے اور یہ کہ وہ خود باپ نہیں بلکہ بیٹا ہے، اور وہ جو کہ بیٹا ہے اگرچہ وہ باپ نہیں لیکن باپ جیسا اختیار اور ہستی رکھتا ہے۔" (ٹرینچ)

د. تم میری باتیں کیوں نہیں سمجھتے؟ اِسلئے کہ میرا کلام سن نہیں سکتے: یسوع وضاحت کرتا ہے کہ اُن میں سمجھ کی جو کمی تھی اُس کی وجہ اُنکی اُس کے کلام کو سننے کی ناکامی – بلکہ ناقابلیت تھی۔ یہ بات ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اُس کے کلام کو سننے کی قابلیت ایک ایسا تحفہ ہے جس کے لئے ہر شخص کو شکر گزار ہونے کی ضرورت ہے۔

i. "یہاں پر جو چیز اُن کے لئے ناممکن تھی اُس کی وجہ رُوحانی تھی۔ تعصبات، حسد اور دشمنی نے اُن کے لیے اِس بات کو ناممکن بنا دیا تھا کہ وہ حقیقی یسوع کی بات کو سُن سکیں، حالانکہ کہ اُس کی طرف سے بولا گیا ہر ایک لفظ اُن کے کانوں میں پڑ رہا تھا۔" (موریسن)

13. (44-47 آیات) یسوع اُن کے اصل باپ کی حقیقت بیان کرتا ہے۔

تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو۔ وہ شروع ہی سے خونی ہے اور سچائی پر قائم نہیں رہا کیونکہ اُس میں سچائی ہے نہیں۔ جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سی کہتا ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے بلکہ جھوٹ کا باپ ہے۔ لیکن مَیں جو سچ بولتا ہوں اِسی لئے تم میرا یقین نہیں کرتے۔ تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے ؟ اگر مَیں سچ بولتا ہوں تو میرا یقین کیوں نہیں کرتے ؟ جو خُدا سے ہوتا ہے وہ خُدا کی باتیں سنتا ہے تم اِسلئے نہیں سنتے کہ خُدا سے نہیں ہو۔

اَ. تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو: مذہبی قیادت نے یسوع کے والدین اور اُسکی پیدایش کے بارے میں معاملے کو یوحنا 8 باب 41 آیت میں اُٹھایا اور اِس کے ذریعے سے اُنہوں نے یسوع کی بے عزتی کرنے کی کوشش کی۔ یسوع نے اُنہیں جواب دیتے ہوئے اِس بات کی وضاحت کی کہ اُن کا رُوحانی باپ کون ہے –یسوع نے بتایا کہ اصل میں ابلیس اُن کا رُوحانی باپ ہے۔ اور اِس کی تصدیق اِس طرح سے ہوتی ہے کہ اُن کی خواہشات ابلیس کی خواہشات سے ملتی جلتی تھیں: وہ بھی اُس کی طرح مارنے اور دھوکہ دینے کے درپے تھے۔

i. "یہ آیت ابلیس کی ذات اور اُس کے مقصد کے حوالے سے سب سے زیادہ فیصلہ کن گواہیوں میں سے ایک ہے۔ جیسا یہ براہِ راست اور پختہ دعویٰ ہے اِسکا زبان دانی کے مجازی معنوں میں بھی اور ویسے بھی یہودی خیالات کے ساتھ ہم آہنگ ہونا ناممکن ہے۔" (ایلفرڈ)

ii. وہ شروع ہی سے خونی ہے: "سائرل اور کچھ دوسرے سوچتے ہیں کہ یہاں پر اشارہ بائبل میں بیان کردہ پہلے یعنی ہابل کے قتل کی طرف ہے۔ (1 یوحنا 3 باب 15 آیت)، لیکن غالباً یہ اشارہ گناہ کے وسیلے موت کے اِس دُنیا میں آنے کی طرف بھی ہے۔" (ڈوڈز)

ب. جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سی کہتا ہے: یہاں پر یسوع ہمیں ابلیس کے کردار کے بارے میں کچھ آگاہی مہیا کرتا ہے۔ جھوٹ ابلیس کے کردار کی بنیادی خصوصیت ہے اور وہ سب سے بڑا خطرناک دھوکہ باز ہے، ایک ایسا دھوکہ باز جس نے خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رکھا ہے۔

ج. لیکن مَیں جو سچ بولتا ہوں اِسی لئے تم میرا یقین نہیں کرتے: وہ یسوع کو اِس وجہ سے رد کرتے تھے کیونکہ وہ اُنہیں اُس سچائی کے بارے میں بتاتا تھا جسے وہ سننا ہی نہیں چاہتے تھے۔ یسوع کو نہ سننے یا اُس کا یقین نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ یسوع اُن سے کسی طرح کا جھوٹ بول رہا تھا۔

د. تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے ؟ ایک بار پھر یسوع نے اپنے دشمنوں کو– جو اُس سے بہت زیادہ نفرت کرتے تھے اور جو اُسے قتل کرنے کی کوشش میں تھے –ایک اور موقع دیا کہ وہ اُس کی ذات میں کوئی گناہ ثابت کریں، لیکن وہ ایسا نہ کر پائے۔ یہ یسوع کے گناہ سے مبرّہ ہونے کی ایک اور حیرت انگیز گواہی ہے۔

i. "ہم اکثر اِس حقیقت میں کافی زیادہ دلچسپی محسوس کرتے ہیں کہ اُنہیں یسوع پر لگانے کے لئے کوئی الزام نہ ملا اور ایسا کرتے ہوئے ہم اکثر اِس حقیقت کو نظر انداز کر جاتے ہیں کہ اِس سے بھی اہم چیز یہ ہے کہ یسوع نے اُنہیں چیلنج کیا کہ وہ اُس کی ذات میں کوئی گناہ ڈھونڈیں۔ یہ ایک بالکل شفاف اور واضح ضمیر کی علامت ہے۔ صرف وہی شخص جو خُدا باپ کے ساتھ سب سے زیادہ قریبی رفاقت میں تھا وہی اِس طرح کی بات کر سکتا تھا۔" (مورث)

ہ. تم اِسلئے نہیں سنتے کہ خُدا سے نہیں ہو: یسوع نے اُن کی طرف سے چھیڑے گئے والدین کے موضوع کو حتمی انجام تک پہنچایا اور اُن پر اِس بات کو ظاہر کیا کہ وہ خُدا کو نہیں جانتے۔ یہ بات اُن کے اعمال اور بالخصوص یسوع مسیح اور اُس کے کلام کو رَد کرنے کے عمل سے صاف واضح تھی۔

14. (48-50 آیات) یسوع اُن کے اِس الزام کا جواب دیتا ہے کہ وہ بدرُوح گرفتہ ہے۔

یہودیوں نے جواب میں اُس سے کہا کیا ہم خوب نہیں کہتے کہ تو سامری ہے اور تجھ میں بدروح ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ مجھ میں بدرُوح نہیں مگر مَیں اپنے باپ کی عزت کرتا ہوں اور تم میری بے عزتی کرتے ہو۔ لیکن مَیں اپنی بزرگی نہیں چاہتا۔ ہاں ایک ہے جو اُسے چاہتا اور فیصلہ کرتا ہے۔

اَ۔ کیا ہم خوب نہیں کہتے کہ تو سامری ہے اور تجھ میں بدروح ہے؟ یسوع کے دشمن اُس کی طرف سے دیئے جانے والے ایسے جوابات کی وجہ سے بہت پریشان تھے اور اُس وجہ سے اشتعال انگیز بھی تھے۔ وہ کسی طور پر بھی یسوع کو ایک بُرے انسان کے طور پر پیش کرنے سے قاصر تھے، اور دیکھ رہے تھے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اُس پر ایمان لاتے جا رہے تھے (یوحنا 8 باب 30 آیت)۔ لہٰذا اُنہوں نے اپنے حملے میں آخری حربہ آزمایا اور وہ تھا بُرا بھلا کہنا۔

- تو سامری ہے: (سامری وہ لوگ تھے جن سے یہودی سب سے زیادہ نفرت کرتے تھے۔)
- تجھ میں بدروح ہے: (وہ کہنا چاہ رہے تھے کہ یسوع سب کچھ شیطانی قوتوں سے کرتا تھا اور بدارواح کی گرفت میں تھا۔)

ب۔ مجھ میں بدرُوح نہیں مگر مَیں اپنے باپ کی عزت کرتا ہوں: یسوع کی ہمیشہ ہی یہ خواہش رہی ہے کہ وہ باپ کو عزت دے اور اُس کی ذات کی حلیمی اُن کی طرف سے اُس پر لگائے گئے بدارواح کے تمام الزامات کو باطل ٹھہراتی تھی۔ وہ جو شیطان کے پیروکار یا آلہ کار ہوتے ہیں اُن میں شیطان کی ذات کی کچھ نہ کچھ خصوصیات ضرور پائی جاتی ہیں – اُن میں غرور اور اپنی ذات کی نمائش کا عنصر ضرور ہوتا ہے – یسوع کی ذات میں ہم ایسا کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

i. "کوئی بھی ایسا شخص جو خُدا کے نام کو جلال دیتا ہے اُس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُس میں بدرُوح ہے۔ کیونکہ بدارواح شروع ہی سے اُن سب چیزوں کی دشمن ہیں جن سے خُدا کے نام کو جلال ملتا ہے۔" (سپرجن)

15. (51-53 آیات) وہ جو یسوع کو قبول کرتے ہیں اور اُس پر ایمان رکھتے ہیں اُن کے لئے عظیم وعدہ۔

مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کریگا تو ابد تک کبھی موت کو نہ دیکھیگا۔ یہودیوں نے اُس سے کہا اب ہم نے جان لیا کہ تجھ میں بدروح ہے ابرہام مر گیا اور نبی مر گئے مگر تو کہتا ہے کہ اگر کوئی میرے کلام پر عمل کریگا تو ابد تک کبھی موت کا مزہ نہ چکھیگا۔ ہمارا باپ ابرہام جو مر گیا کیا تُو اُس سے بڑا ہے؟ اور نبی بھی مر گئے تو اپنے آپ کو کیا ٹھہراتا ہے؟

اَ۔ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کریگا تو ابد تک کبھی موت کو نہ دیکھیگا: یہ ایک اور بہت اہم دعویٰ ہے اور یہ اُسی صورت میں اہم اور با معنی ہے اگر یسوع خود خُدا ہے اور خُدا باپ کی ذات کے ساتھ ایک ہے۔ یسوع اُن سب سے جو اُس کے کلام پر عمل کرتے ہیں ابدی زندگی کا وعدہ کرتا ہے۔

i. میرے کلام پر عمل کریگا: "اِس کا مطلب کلام پر مسلسل طور پر عمل کرنا ہے، 31 آیت صرف ظاہری تابعداری کی بات نہیں کرتی بلکہ ایمان میں ہر چیز کو برداشت کرنے اور اُس میں مکمل طور پر تابعداری کا مظاہرہ کرنے کو ظاہر کرتی ہے۔" (ایلفرڈ)

ii. کبھی موت کو نہ دیکھیگا: "ہمارا رُخ موت کی طرف سے موڑ دیا جاتا ہے۔۔۔ یہاں پر جس یونانی لفظ کا ترجمہ 'دیکھنا' کیا گیا ہے وہ اُس یونانی لفظ کا پورا مطلب ادا نہیں کرتا۔ یہ ایک بہت زیادہ پُر زور لفظ ہے۔ ویسٹکوٹ کے مطابق یہاں پر جو منظر پیش کیا گیا ہے وہ ایک لمبی، مستحکم اور جامع رویا کا ہے، جہاں پر ہم آہستہ آہستہ اُس چیز کی فطرت اور نوعیت کے بارے میں جان پاتے ہیں جس کے بارے میں یہ رویا ہے۔۔۔ اور ایک ایسے شخص کے طور پر جس کے گناہ معاف نہیں ہوئے مَیں صرف اُسے دیکھنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا اور اُسے اپنی ہلاکت کے روپ میں اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔ لیکن جب یسوع مسیح کی انجیل کی خوشخبری میری رُوح میں آتی ہے اور مَیں ایمان کے ساتھ اُس کے کلام پر عمل کرتا

ہوں تو میرا رُخ مکمل طور پر تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب موت کی طرف میری پشت ہوتی ہے اور ابدی زندگی میرے چہرے کے سامنے ہوتی ہے۔" (سپرجن)

ب. اب ہم نے جان لیا کہ تجھ میں بدروح ہے ابرہام مر گیا: یسوع کے اِس عظیم دعوے نے ایک بار تو یہودی رہنماؤں کو خوش کر دیا؛ اُنہیں یقین تھا کہ اُنہوں نے اب کی بار یسوع کو توہین آمیز الفاظ کہتے ہوئے پکڑ لیا تھا۔ اُنہوں نے یسوع کے ابدی زندگی دینے والے دعوے کو رَد کر دیا تھا۔

i. ہم یہاں پر دیکھتے ہیں کہ اُن مذہبی رہنماؤں نے یسوع کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے، یسوع نے کہا تھا کہ وہ جو اُس کے کلام پر عمل کرتا ہے وہ موت کو رُوبرو نہیں دیکھے گا؛ جبکہ اُنہوں نے دعویٰ کیا کہ یسوع کے مطابق جو اُس کے کلام پر عمل کرتا ہے وہ موت کا مزہ نہیں چکھے گا۔ ایماندار یقینی طور پر موت کا مزہ چکھیں گے لیکن وہ اِس شکست خوردہ دشمن سے خوفزدہ نہیں ہیں۔

ج. کیا تُو اُس بڑا ہے؟ اُنہوں نے یسوع کے سامنے ایک اور سوال رکھ دیا اور اُن کا خیال تھا کہ ایسا کرنے کی وجہ سے وہ یسوع کو اور ہی الجھا کر پھنسا لیں گے، پس اُنہوں نے اُس سے کہا کہ "تو اپنے آپ کو کیا ٹھہراتا ہے؟"

16. (54-55 آیات) یسوع کے خُدا کو جاننے کے دعوے کا مذہبی رہنماؤں کے دعوے کیساتھ موازنہ

یسوع نے جواب دیا اگر مَیں آپ اپنی بڑائی کروں تو میری بڑائی کچھ نہیں لیکن میری بڑائی میرا باپ کرتا ہے جسے تم کہتے ہو کہ ہمارا خُدا ہے۔ تم نے اُسے نہیں جانا لیکن مَیں اُسے جانتا ہوں اور اگر کہوں کہ اُسے نہیں جانتا تو تمہاری طرح جھوٹا بنونگا مگر مَیں اُسے جانتا اور اُسکے کلام پر عمل کرتا ہوں۔

اَ. اگر مَیں آپ اپنی بڑائی کروں تو میری بڑائی کچھ نہیں: میری بڑائی میرا باپ کرتا ہے: اِس سے پہلے کہ یسوع یوحنا 8 باب 53 آیت میں اُن کے سوال کا جواب دیتا وہ رُوحانی والدین کے معاملے پر واپس آیا۔ یسوع اِس بات سے بالکل مطمئن تھا کہ خُدا اُسکا باپ ہے اور وہ کہتا ہے کہ میری بڑائی میرا باپ کرتا ہے۔

i. "اپنی بڑائی کرنا قطعی طور پر کوئی مشکل بات نہیں ہے بلکہ یہ بہت آسان چیز ہے– ایسا کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اپنی ہی منظوری کی دھوپ تاپنا مہلک ترین حد تک آسان ہے۔" (بارکلے)

ب. تم نے اُسے نہیں جانا لیکن مَیں اُسے جانتا ہوں: مذہبی رہنماؤں کا یہ دعویٰ تھا کہ آسمانی باپ اصل میں اُن کا خُدا تھا لیکن اُن کا یہ دعویٰ سچا نہیں تھا۔ سچی بات تو یہ تھی کہ وہ خُدا باپ کو جانتے ہی نہیں تھے، جبکہ یسوع اُسے جانتا تھا۔

ج. مَیں اُسے جانتا اور اُسکے کلام پر عمل کرتا ہوں: نہ تو یسوع جھوٹ بول سکتا تھا اور نہ ہی وہ خُدا کے بارے میں اپنے سچے علم کا انکار کر سکتا تھا، بلکہ اُس نے اِس سب کو اپنی زندگی سے ظاہر کیا جو اُس نے خُدا باپ کے کلام پر عمل کرتے ہوئے گزاری۔

17. (56-59 آیات) یسوع عظیم اعلان "مَیں ہوں" کرتا ہے۔

تمہارا باپ ابرہام میرا دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خوش تھا چنانچہ اُس نے دیکھا اور خوش ہوا یہودیوں نے اُس سے کہا تیری عمر تو ابھی پچاس برس کی نہیں پھر کیا تو نے ابرہام کو دیکھا ہے؟ یسوع نے اُن سے کہا مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ پیشتر اُس سے کہ ابرہام پیدا ہوا مَیں ہوں۔ پس اُنہوں نے اُسے مارنے کو پتھر اُٹھائے مگر یسوع چھپ کر ہیکل سے نکل گیا۔

اَ. تمہارا باپ ابرہام میرا دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خوش تھا چنانچہ اُس نے دیکھا اور خوش ہوا: اُن یہودی سرداروں کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے یسوع نے یوحنا 8 باب 53 آیت میں ایک اور حیرت انگیز دعویٰ کر دیا۔ یسوع نے دعویٰ کیا کہ نہ صرف وہ ابرہام سے بڑا تھا بلکہ خود ابرہام نے بھی اِس بات کا اقرار کیا تھا۔

i. "لیکن کس وقت ابرہام خُداوند کا دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خوش ہوا؟ غالباً جب اُس نے قربانی کے لئے جاتے ہوئے اپنے بیٹے اضحاق سے یہ کہا کہ 'خُدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برّہ مہیا کرے گا۔'" (پیدایش 22 باب 8 آیت)، (بروس)

ii. "یہ بات بھی کافی دلچسپی کی حامل ہے کہ پیدایش 24 باب 1 آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ ابرہام کافی زیادہ عمر رسیدہ ہو گیا(اِسے ہماری بائبل میں کچھ اِس طرح سے لکھا گیا ہے کہ وہ ضعیف اور عمر رسیدہ ہوا)۔ کچھ ربی اِس بیان کی تفسیر کچھ اِس طرح سے کرتے ہیں کہ ابرہام نے مستقبل کے بارے میں بہت ساری باتوں کو دیکھا اور جانا۔" (ٹاسکر)

ب. تیری عمر تو ابھی پچاس برس کی نہیں پھر کیا تُو نے ابرہام کو دیکھا ہے؟ یسوع کا یہ بیان کہ تمہارا باپ ابرہام میرا دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خوش تھا چنانچہ اُس نے دیکھا اور خوش ہوا یہودیوں کی سوچ سے بھی بہت زیادہ گہرا تھا اور وہ اُسے پورے طور پر سمجھنے سے قاصر تھا۔ اُنہوں نے ایک طرح سے کہا کہ "تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ابرہام تمہارا دن دیکھ کر خوش ہوا؟ کیا تم وہاں پر موجود تھے؟"

i. "غالباً اپنی زندگی میں بہت زیادہ مشکلات کی وجہ سے یسوع اپنی عمر سے بڑا ہی نظر آتا ہو گا لیکن وہ ظاہری طور پر پچاس سال سے بہت زیادہ کم عمر کا تھا۔" (ٹینی)

ii. "پچاس سال ایک طرح سے زبان دانی میں آسانی کے لئے استعمال کیا گیا ہے، وہ ایک اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے اور اِس سے اُن کا مقصد یسوع کی اصل عمر کے بارے میں بیان کرنا نہیں تھا۔" (ڈوڈز)

iii. "یہ وہ عمر تھی جس میں لاوی عام طور پر اپنے عہدے سے دستبردار ہوتے تھے(گنتی 4 باب 3 آیت)۔ وہ یہودی یسوع کو کہہ رہتے تھے کہ تم ابھی جوان شخص ہو، تم ابھی اپنی بھری جوانی میں ہو اور تمہاری عمر اُتنی بھی نہیں جتنی عمر میں عام طور پر ربی اپنے عہدے سے ہٹتے ہیں۔ پھر تم نے کس طرح ابرہام کو دیکھ رکھا ہے؟" (بارکلے)

ج. پیشتر اُس سے کہ ابرہام پیدا ہوا مَیں ہوں: اِس حیرت انگیز جملے کے ساتھ یسوع نے اُنہوں بتایا کہ وہ ابدی خُدا ہے، وہ نہ صرف ابرہام کے زمانے میں موجود تھا بلکہ وہ ازل سے ابد تک قائم و دائم ہے۔ یسوع نے خُدا کے اُس لقب 'مَیں ہوں' کو اپنی ذات کے لئے استعمال کیا۔ یہ وہی لقب ہے جو خُدا نے موسیٰ کے سامنے جلتی ہوئی جھاڑی میں سے بات کرتے ہوئے استعمال کیا تھا۔(خروج 3 باب 13-14 آیات)

i. مَیں ہوں: یہ اِس باب میں تیسرا موقع ہے جب یسوع اپنی ذات کے لئے اِن الفاظ کو استعمال کرتا ہے(یوحنا 8 باب 24 آیت؛ 8 باب 28 آیت) اور یہاں یوحنا 8 باب 58 آیت میں۔ قدیم یونانی زبان میں یہ الفاظ ego emi ہے جو بالکل وہی اصطلاح تھی جو خُدا کی طرف سے پرانے عہد نامے میں جھاڑی میں سے موسیٰ کے ساتھ کلام کرتے ہوئے استعمال کی گئی تھی۔ "پہلے جتنی بھی بجلیاں چمک رہی تھی وہ یسوع کے اِس بیان کے سامنے ماند پڑ گئیں۔" (بارکلے)

ii. اِس اصطلاح 'مَیں ہوں' کو استعمال کرتے ہوئے یسوع نے واضح طور پر اُس لقب کو اپنی ذات کے لئے استعمال کیا(یوحنا 8 باب 24 آیت؛ 8 باب 58 آیت؛ 13 باب 19 آیت) جو پرانے عہد نامے میں صرف اور صرف یہوواہ کی ذات کے لئے استعمال کیا گیا تھا(خروج 3 باب 13-

14 آیات؛ استثنا32 باب39 آیت؛ یسعیاہ43 باب10 آیت) اور اُس کی جو تشریح یسوع کے سننے والوں کے ذہن میں آئی وہ بھی بالکل واضح تھی(یوحنا8 باب58-59 آیات) کیونکہ 'مَیں ہوں' کو یہودی خُدا کی ذات کے لئے استعمال ہونے والے لقب کے طور پر جانتے تھے۔" (ٹینی)

iii. "اِس سے پہلے کہ ابرہام کا وجود پیدا ہوا، مَیں ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہوں۔۔۔ یسوع کی ازلی و ابدلی خُدا ہونے کی اِس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔" (ڈوڈز)

iv. "اگر یسوع کا دعویٰ سچائی پر مبنی نہیں تھا تو اُس کے یہ الفاظ واضح طور پر توہینِ خُدا کے زمرے میں آتے تھے کیونکہ وہ ایسی زبان استعمال کر رہا تھا جو صرف خُدا استعمال کر سکتا ہے۔" (بروس)

د. **اُنہوں نے اُسے مارنے کو پتھر اُٹھائے:** اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن مذہبی رہنماؤں نے اُسکی بات کو بالکل ٹھیک طور پر سمجھ لیا تھا۔ اُس نے ابدی خُدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اُن کے نزدیک اُس کے یہ الفاظ خُدا کی توہین کرنے کے مترادف تھے۔ اُن کے خیال میں اب یسوع قتل کے لائق تھا اور اُنہوں نے کوشش کی کہ وہ اُسے وہیں پر قتل کر دیں۔

i. "اُن کے جذبات اُمڈ آئے تھے، اور وہ غصے سے سیخ پا ہو گئے تھے۔ پس اُنہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی۔" (مورث)

ii. "وہ پتھر جو اُنہوں نے یسوع کو مارنے کے لئے اُٹھائے وہ اُنہیں غیر اقوام کے احاطے میں سے ملے ہونگے کیونکہ ہیکل کے کچھ احاطے ابھی تک زیر تعمیر تھے۔" (ٹرینچ)

iii. "ہیکل کے اندر کسی کو سنگسار کرنے کے واقعے کا بیان یوسیفس نے بھی کیا ہے، Antiquities, 17.9.3۔" (ڈوڈز)

ہ. **یسوع چھپ کر ہیکل سے نکل گیا:** وہ یسوع کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ ایسا نہ کر پائے کیونکہ اُس کا وقت ابھی تک نہیں آیا تھا۔(یوحنا7 باب30 آیت)

i. "یہاں پر یسوع کا بچ نکلنا معجزانہ نہیں تھا، لیکن جس طرح سے اِن حالات میں سے وہ نکل کر چلا گیا تو ہمیں یونہی لگتا ہے کہ جیسے یہ معجزانہ تھا۔" (ایلفرڈ)

ii. ایڈم کلارک کا یسوع کے وہاں سے بچ کر نکل جانے کے حوالے سے اپنا ایک نظریہ ہے، وہ کہتا ہے کہ "غالب امکان یہی ہے کہ یسوع نے اپنے آپ کو مکمل طور پر اُن کی نظروں سے اوجھل کر لیا(چھپا لیا تھا)، بہر حال کچھ ایسے بھی ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ یسوع اپنے دشمنوں کے بیچ میں سے اُن لوگوں کے ساتھ مل کر وہاں سے نکل گیا جو اُس پر ایمان لائے تھے۔" (کلارک)